سلسلۂ مطبوعاتِ مکتبۂ معاویہ — [۱۵]

سیرۃ حضرۃ سیدنا

معاویہ

سلام اللہ و رضوانہ علیہ

امیر المؤمنین، امام المتقین، خال المسلمین [مسلمانوں کے ماموں] خلیفۂ سادس عادل و راشد و برحق، سیدنا "ابوعبد الرحمٰن" — "ابویزید" — "معاویہ" — "ابن ابی سفیان" — سلام اللہ و رضوانہ علیہ کی خاندانی و نسبی شرافت و عظمۃ، سیاسی و تاریخی قدر و حیثیۃ اور شرعی و دینی وجاہت و منزلۃ نیز ان کی سیرۃ اور ذکر و یاد آوری کے سلسلہ میں قومی ضرورۃ و اہمیۃ پر مشتمل ایک اہم و مختصر، اور جامع و مؤثر نیز ایمان افروز مدلل و محقق بیان؛

— خطاب —

سید ابو معاویہ ابوذر حسنی بخاری

بہ موقع تقریب "یوم معاویۃ" [رضی اللہ عنہ] بروز پنجشنبہ [جمعرات] ۲۲ رجب المرجب ۱۳۹۸ھ مطابق ۲۹ جون ۱۹۷۸ء — منعقدہ بروز جمعۃ المبارک، ۲۳ رجب المرجب ۱۳۹۸ھ مطابق ۳۰ جون ۱۹۷۸ء، بر قیام گاہ "شاہد صدیق چوہان" — پیپلز کالونی، وہاڑی شہر

— ناشر —

مکتبہ معاویہ

"دارِ معاویہ" — ۲۳۲ — کوٹ تغلق شاہ، ملتان شہر

طبعِ أوّل

["رَبیعُ الثّانی" ۱۴۰۴ھ = "جنوری" ۱۹۸۴ء]

کتاب : "سیرۃِ سیّدنا حضرۃ أمیر "مُعاویہ" سلامُ اللہ و رِضوانہٗ علیہ"

خطیب : "جانشینِ أمیرِ شریعۃ - سیّد أبو مُعاویہ أبو ذر حسنی بخاری"

ضابط : "أبو مُعاویہ شاہد صِدّیق چوہان"

ناقل :

مُزیّن :

مطبع : "أفضل شرافِ پریس ـــــ لاہور"

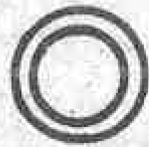
طابع : "محمّد أجمل ـــــ لاہور"

ناشر : "مکتبۂ مُعاویہ ـــ مُلتان شہر"

ضخامۃ : "باوَن ۵۲ صفحات"

تعداد : "إیک ہزار نُسخہ"

قیمۃ : "أٹھ رُوپے [۸/:]"



ـــــ عُنوان ـــــ

مکتبۂ مُعاویہ

"دارِ مُعاویہ" ـــ ۲۳۲ - کوٹ تُغلق شاہ، مُلتان شہر

"اَبُومُعَاوِیَہ شَاھِد صِدِّیق چوھان"

"حَدِیثِ دِل"

"اَعدائے صحابہ اور عہدِ نبوۃ":

۱ ـــــ ملتِ اسلامیہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے وصال کے بعد "دورِ عثمانی" میں "یہودیۃ" کی ایک نئی شکل "سبائیۃ" کے عظیم فتنہ سے دوچار ہوئی۔ نبی علیہ السلام کی حیاۃِ طیبہ کے دوران بھی یہودیوں نے متعدد سازشوں کے ساتھ آپ کے وجودِ مبارک پر کئی دفعہ قاتلانہ حملہ کیے اور انتہائی خطرناک عالمی سازش کے طور پر آپ کی محبوب ترین زوجۂ مطہرہ اُم المؤمنین عائشۃ الصّدیقۃ الحُمَیرآء سلام اللہ علیہا پر تہمت لگاکر آپ کے جسم اور قلب وروح کو انتہائی جاں گداز صدمہ پہنچایا۔ لیکن خدا کی قدرۃ اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سراپا معجزہ وجودِ مبارک کی برکۃ وکرامۃ سے ہر کوشش میں ناکام رہے۔ آپ کے وصال کے فوراً بعد "سقیفۂ بنوساعدہ" میں خلافۃ کے مسئلہ پر "صحابۂ کرام" کو اُلجھانے کی ناکام کوشش کی جسے حضرۃ ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ نے اپنی "فراستِ صادقہ وکاملہ" سے کام لیتے ہوئے ناکام کردیا۔ دورِ صدیقی میں "انکارِ زکوٰۃ" اور "اِرتداد" کے فتنوں نے سر اُٹھایا۔ ان کے پیچھے بھی یہودی ذہن کارفرما تھا لیکن سیدنا حضرۃ ابوبکر صدّیق اکبر سلام اللہ علیہ نے انبیآء علیہم السلام جیسی فراستہ وبصیرۃ اور پامردی اور استقامۃ کے ساتھ ان فتنوں کا استیصال کیا۔ ڈھائی سال کے مختصر عرصہ میں سیدنا ابوبکر صدّیق سلام اللہ علیہ نے دشمنانِ اسلام کو ہر محاذ پر شکست دے کر خاموش کردیا۔ میدانِ جنگ میں منہ کی کھاکر ان دشمنانِ خدا ورسول نے حضرۃ "عمر فاروقِ اعظم" سلام اللہ ورضوانہ علیہ کے ہاتھوں شکست خوردہ "ایرانی مجوسیوں" کے ساتھ گٹھ جوڑ کرکے انتہائی منظّم طریقہ پر "دورِ عثمانی" میں خلیفۂ ثالث، جامعُ القرآن، ذوالنّورین، زوجُ الابنتین، صاحبُ الھجرتین سیدنا عثمانِ غنی سلام اللہ ورضوانہ علیہ کے خلاف انہیں تختِ خلافۃ سے معزول کرنے کی باقاعدہ مہم چلائی جس کے نتیجہ میں حضرۃ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کی شہادۃ کا دل گداز حادثۂ فاجعہ پیش آیا اور یہ اسلام کی "پہلی کربلا" تھی جو مدینہ میں سجائی گئی۔!

"یہودیۃ۔ کا نیا روپ۔ "سبائیۃ":

۲ ـــــ سیدنا عثمانِ غنی سلام اللہ علیہ کے خلاف چلائی جانے والی تحریک میں یہودیوں کے نئے روپ "سبائیوں" نے "آلِ بنو ھاشم" کی تعریف کے پردہ میں "آلِ بنو اُمیّہ" پر سبّ وشتم کا آغاز کیا جو کہ آج تک جاری ہے۔ بنو ہاشم کو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے وجودِ مبارک کی وجہ سے بنو اُمیہ پر جو تفوّق حاصل ہے اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ذاتِ گرامی اور آپ

کے خاندان کے ساتھ آپ کی نسبت کی بناء پر اُمتِ مسلمہ کو جو مَحبّت اور عقیدۃ ہے اُس کا اِستعمال کر کے جنگِ صِفّین میں حضرۃ علی سلام اللّٰہ و رضوانہٗ علیہ کے مُحارِب حضرۃ امیرِ معاویہ سلام اللّٰہ علیہ پر سبائیوں نے سبّ و شتم کا دروازہ کھولا۔ اور انتہائی "پُر اَسرار"، "خفیہ" اور "منظم منصوبہ" کے تحت "حدیث" اور "تاریخ" میں نقب لگا کر موضوع روایات داخل کیں جن کی بناء پر" اکثر سُنّی علمآء "حُبِّ علی" کے پردہ میں "بُغضِ مُعاویہ" کا شکار ہوئے۔ اور اُن کی اپنی کتابیں بھی اس رطب و یابس کے اَنبار سے خالی نہیں ہیں۔ محدّثین نے رُواۃِ حدیث پر تنقید و جَرح کا مکمل حق ادا کر کے حدیث کی حد تک تو روافض کے اِن ہتھکنڈوں کو ناکام بنانے کی کوشش کی لیکن مؤرّخین نے تاریخ مُرتّب کرتے وقت اِس حَزم و احتیاط کا مُظاہرہ نہ کیا۔ جس کی وجہ سے ہماری "اِسلامی تاریخ" میں "بنو اُمیّہ" کے متعلّق غلط روایات شامل ہوئیں جو نسل در نسل منتقل ہو کر ہمارے لئے دردِ سَر بنی ہوئی ہیں۔ اور آج کل تو "رافضی ذاکروں" نے "یہودی ربّیوں" کی طرح جھوٹ بولنے کا ریکارڈ توڑ دیا ہے۔ حضرۃِ حسین سلام اللّٰہ علیہ کی مُحبّت کو آڑ بنا کر "پوری جماعتِ صحابہ رضی اللّٰہ عنہم" کو مطعون کیا جا رہا ہے اور ایسی ایسی بے بنیاد روایات بیان کی جاتی ہیں کہ جن پر ذرّہ سا غور کیا جائے تو اُن کا موضوع ہونا اَظہر مِن الشَّمس ہو جاتا ہے۔

"سبائیۃ و رافضیۃ" کا مُتّحدہ مُحاذ اور "اُمیرِ مُعاویہ" رضی اللّٰہ عنہ:

۳ — "دشمنانِ صحابہ" کی اپنی کوششوں کی ایک کڑی "رَجب کے کونڈے" بھی ہیں۔ یہ رسمِ شنیعہ "لکھنؤ" کے ایک رافضی شاعر امیر مینائی کے بیٹے "خورشید مینائی" کے گھر سے ۱۹۰۶ء میں شروع ہوئی۔ روافض کا ۲۲ر رجب کو خوشی کا دن منانے کا مقصد سیّدنا امیرِ مُعاویہ سلامُ اللّٰہ علیہ کی وفاۃ پر بُغض و عناد میں لپٹی ہوئی اپنی قلبی خوشی کا اظہار کرنا ہوتا ہے۔ لیکن "سُنّیوں" کو بے وقوف بنانے کے لئے "حضرۃِ جعفرِ صادق رحمۃُ اللّٰہ علیہ" کی نیاز کے نام سے یہ "رسم" ادا کی جاتی ہے۔ حال آنکہ یہ تاریخ نہ تو حضرۃ جعفرِ صادق رحمۃ اللّٰہ علیہ کی پیدائش کی تاریخ ہے اور نہ اُن کی وفاۃ کی۔ حضرۃ جعفر صادق رحمۃُ اللّٰہ علیہ کی ولادۃِ باسعادۃ ۸ر رمضان المبارک ۸۰ھ میں اور اُن کا وصال ۱۵ر شوّال المکرّم ۱۴۸ھ میں ہُوا۔ ۱۶ر رجب المرجّب سے لے کر ۲۹ر رجب المرجب تک حضرۃ امیرِ معاویہ سلامُ اللّٰہ علیہ کی علالت کی شِدّۃ اور وفاۃ کا عرصہ ہے۔ چناں چہ بعض مؤرّخین نے ۱۶ر رجب المرجب ہی کو حضرت کا یومِ وفاۃ قرار دیا اور بعض نے ۱۹ر یا ۲۹ر رجب المرجب کو۔ لیکن زیادہ تحقیق سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ ۲۲ر رجب المرجب ہی حضرۃ کا یومِ وفاۃ ہے۔ حضرۃ امیرِ معاویہ سلامُ اللّٰہ علیہ کے متعلّق تاریخ میں غلط اور موضوع روایات داخل کرنے اور اُن کے زیرِ اَثر سُنّی حضرات کا ذہن عمومی طور پر سیّدنا امیرِ معاویہ سلام اللّٰہ علیہ کے نامُوافق ہونے کے باوجود روافض کو اتنی جرأۃ نہیں ہوتی کہ وہ ہر دور اور ہر موقع پر "بُغضِ مُعاویہ" کا کُھلّم کُھلا مظاہرہ کریں۔ چناں چہ اِس رسمِ قبیح کے اظہار کے لئے بھی اُنہیں "حضرۃِ جعفرِ صادق رحمۃ اللّٰہ علیہ" کا نام استعمال کرنا پڑا۔

رَدِّ سبائیت و رافضیت اور علمائے اہلِ سنّت :

۴ ——● روافض کی اِس "صحابہ دشمنی" کو ہر دور کے "علمائے حق" نے اپنی اپنی بساط کے مطابق عوام پر واضح کیا اور اُن کے "عقائدِ باطلہ" کی تردید میں کتابیں لکھیں۔ امام ابنِ تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ تک اور دورِ قریب میں تقسیم سے قبل حضرۃ مولانا محمد قاسم نانوتوی، حضرۃ مولانا رشید احمد گنگوہی حضرۃ امامِ اہلِ سنّت مولانا عبدالشکور لکھنوی فاروقی، مولانا احتشام الدین مرادآبادی، مولانا کرم الدین دبیر، مولانا حافظ عبدالشکور مرزاپوری، تقسیم کے بعد پاکستان میں مولانا قاضی مظہر حسین، مولانا سید نورالحسن شاہ بخاری، مولانا دوست محمد قریشی، مولانا عبدالستار تونسوی اور دورِ جدید میں محققِ عصر مولانا محمد اسحٰق سندیلوی اور مولانا مہر محمد میاں والوی نے فتنۂ رفض کی عمومی تردید فرمائی۔ مجدّدِ سبائیت علامہ مودودی کی رسوائے زمانہ کتاب "خلافۃ و ملوکیّۃ" کے رَد میں مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ کے فرزندِ ارجمند مولانا محمد تقی عثمانی نے "حضرۃ امیرِ معاویہ اور تاریخی حقائق" کے نام سے بہت عمدہ کتاب لکھی۔ محققِ عصر مولانا محمد اسحٰق سندیلوی نے "اظہارِ حقیقۃ" کے نام سے دو جلدیں کتاب لکھ کر مودودی کو علمی موت مار دیا۔ اہلِ حدیث مکتبِ فکر کے ترجمان مدیرِ "الاعتصام" حافظ محمد صلاح الدین یوسف نے "خلافۃ و ملوکیّۃ کی تاریخی و شرعی حیثیۃ" لکھ کر صحابہ کے وکیلِ صفائی کا کردار ادا کیا اور سبائیوں کے وکیل مودودی کا مُنہ توڑ جواب دیا۔ مولانا حکیم محمود احمد ظفر سیالکوٹی مدظلہٗ نے "امیرِ معاویہ شخصیت اور کردار" کے نام سے دو جلدیں کتاب لکھ کر بنو اُمیّہ پر عموماً اور سیدنا امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہٗ پر خصوصاً لگائے گئے الزامات کے جواب لکھ کر خاندانِ بنو اُمیہ اور آلِ معاویہ کا روشن و تابندہ کردار واضح کیا۔ "دفاعِ معاویہ" میں یہ تمام کوششیں علمی حد تک محدود ہیں اور آج کل کے "ڈائجسٹ دور" میں علمی رسائل و کتب سے اِستفادہ کا حلقہ بہت محدود ہے۔ مندرجۂ بالا علماء سے جن حضرات نے عوامی رابطہ قائم کیا اُنہوں نے بھی رافضیت کی تردید حضرۃ ابوبکر صدیق سلام اللہ علیہ سے حضرۃ علی المرتضیٰ سلام اللہ علیہ تک محدود رکھی اور حضرۃ معاویہ سلام اللہ علیہ کے دفاع کے "بھاری پتھر" کو چوم کر چھوڑ دیا کیوں کہ اِس سلسلہ میں آخری حد تک "اعتدال و توازن" اور "حفظِ مراتب" کا برقرار رکھنا ہر "عالم"، "محقق" یا "مؤرخ" کا کام نہیں ہے۔ علاوہ ازیں "رافضیت و سبائیت" کے ماحول میں پروردہ سرکاری افسروں نے "دہشت گردی" کا جو ماحول قائم کر رکھا ہے اور علمائے حق کو ناجائز مقدمات میں اُلجھا کر طویل عرصہ تک اُن کو محبوس رکھ کر اُن کی تلاشی کے بہانے انہیں قیمتی کتب تک سے محروم کر کے جبری تشدد کا جو دور دورہ جاری کر رکھا ہے اُن کی تاب لانا ہر عالم کے بس کی بات نہیں۔ چناں چہ عوامی مقررین نے "خلافتِ راشدہ" تک اپنے آپ کو محدود رکھا اور حضرۃ امیرِ معاویہ سلام اللہ علیہ کے اسمِ گرامی کو عوامی لحاظ [illegible] کے طور پر اپنانے سے گریز کیا۔

خاندانِ امیرِ شریعت رحمۃ اللہ علیہ کا انقلابی کردار:

۵ —— میرے ناقص علم کے مطابق چودھویں صدی کے اواخر میں خاندانِ بنو ہاشم کے گُلِ سر سبد حضرۃ امیرِ شریعت مولٰنا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے فرزندِ اکبر حضرۃ سید ابو معاویہ ابوذر بخاری وہ فردِ یگانہ ہیں جنہوں نے اِس برِ صغیر میں ۱۳۸۱ھ ۱۹۶۱ء سے لے کر تا حال حضرۃ امیرِ معاویہ سلام اللہ علیہ کی سیرۃ کو بطورِ مشن عوام میں بیان کرنا شروع کیا۔ اِس سلسلہ میں حکومت کی طرف سے ہر پابندی قبول کی، جیل کاٹی، دفتر کو تالا لگوایا۔ رافضیوں نے دفتر میں نقب لگا کر قیمتی کتب اور تاریخی دستاویزات تک سے محروم کیا۔ سید صاحب نے ہر چیز قبول کی لیکن حضرۃ امیرِ معاویہ سلام اللہ علیہ کا نام لینا نہ چھوڑا۔ "یومِ معاویہ" کے نام سے حکومت نے جلسہ جلوس پر پابندی لگائی تو سیرۃ النبی علیہ السلام کے نام پر اجازۃ لے کر سیرۃ صحابہ پر عموماً اور سیرۃ معاویہ پر خصوصاً تقاریر کیں۔ پاکستان و ہندوستان کی تاریخ میں پہلی بار ملتان میں "مسجدِ معاویہ" کے نام سے مسجد تعمیر کی۔ جب کہ باقی سنی حضرات نے اپنے مسلکی اکابر کے نام پر مدارس بنائے اور مساجد تعمیر کیں۔ لیکن حضرۃ اپنے جماعتی اکابر میں بہت بلند و بالا شخصیات موجود ہونے کے باوجود اُن کے نام کو قربان کر کے صحابیٔ مقبول، برادرِ نسبتیٔ رسول، امامُ المتقین، کاتبُ الوحیِ المبین، خالُ المسلمین، امامِ عادل و برحق، خلیفۂ سادس و راشد سیدنا امیرِ معاویہ سلام اللہ علیہ کا علم بلند کیا۔ انہوں نے اس برصغیر کی سیاسی تاریخ میں برِ صغیر کی دینی جماعتوں کی تاریخ میں پہلی بار جماعت کے منشور میں حضرۃ امیرِ معاویہ سلام اللہ علیہ کی خلافۃ کو "خلافۃِ راشدہ" کے تتمہ کے طور پر پیش کر کے اُس کی دینی، تاریخی اور سیاسی حیثیت کو واضح کیا اور اگر میں قسم کھاؤں تو حانث نہ ہوں گا کہ تیرا سو سال کے بعد تجدید اسمآءِ صحابہ رضی اللہ عنہم کی بڑی کٹھن مہم چلا کر ہزارہا لوگوں کے گھروں میں بچوں کا نام "معاویہ" رکھوا کر رافضیت و سبائیت اور صحابہ دشمنی کا طلسم پاش پاش کر دیا۔ ورنہ کیا عُلمآء؟ کیا صوفیآء؟ کیا اولیآء؟ سب کے سب خاندانِ رسول کی محبت میں مستغرق ہو کر سیدنا امیرِ معاویہ سلام اللہ علیہ کو صحابی ماننے کے باوجود بچوں کا نام معاویہ رکھنے اور رکھوانے سے گریز کرتے رہے جُہلآءِ قوم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرامی نامہ کو پھاڑنے والے خبیث و ملعون ایرانی پارسی کسریٰ "پرویز" لعنۃ اللہ علیہ کے سراسر کفر و ارتداد اور ملعون نام پر مسلسل اپنے بچوں کا نام "پرویز" تک تو رکھنا قبول کر لیا اور اس فکری ارتداد کی یہودی اور رافضی تحریک کو علماء نے برداشت کیا لیکن حضرۃ امیرِ معاویہ سلام اللہ علیہما کو صحابی بھی مانا اور دوسری طرف اُن کا اسمِ گرامی اپنے گھروں میں رکھنے اور رکھوانے سے مسلسل بے اعتنائی بھی برتی۔ الحمد للہ! سید ابو معاویہ ابوذر بخاری نے اِس طلسم کو توڑا۔ "خاندانِ بنو ہاشم" میں سے ہوتے ہوئے اپنی "خاندانی عصبیّۃ" کو قربان کر کے برصغیر کے "سادات" کی تاریخ میں خصوصاً اور عوامی تاریخ میں پہلی بار اپنے بچوں کے نام "محمد معاویہ" اور "محمد مغیرہ" رکھے۔ چنانچہ یہ کڑوی

گولی خود ہضم کرنے کے بعد رجب حضرۃ نے عوام سے اپیل کی تو اُن کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے بہت سے لوگوں نے بھی اس نام کو اپنے گھروں میں مُروّج کیا اور سینکڑوں گھرانوں میں دیگر اکابرِ صحابہ کے ساتھ ساتھ خصوصیّت کے طور پر "محمد معاویہ" اور "محمد مغیرہ" نام رکھا جا رہا ہے جن کی برکت سے رافضیت کا طلسم پاش پاش ہو رہا ہے اور ہر ہر گلی کوچے میں "محمد معاویہ" کا نام پکارا جا رہا ہے۔ اور "بوحق مُعاویہ" کا قلندرانہ نعرہ گونج رہا ہے۔!

"ملک گیر سُنّی تحریک میں وہاڑی کی شرکت":

۶ ــــــ حضرۃ مدظلہ کی اِن مسلسل و مدلّل اور انقلاب انگیز تقاریر کے نتیجہ میں جو لوگ اِن کے قریب آئے۔ اِن میں وہاڑی کے چند نوجوان بھی تھے۔ اُنہوں نے پروگرام بنایا کہ ۲۲ رجب ۱۳۹۸ھ مطابق ۲۹ جون ۱۹۷۸ء بروز پنجشنبہ (جمعرات) کو سیدنا امیر مُعاویہ سلام اللہ علیہ کے لئے ایصالِ ثواب کیا جائے اور لوگوں کو بتایا جائے کہ نیاز دینی ہے تو امیر معاویہ سلامُ اللہ علیہ کے نام کی دو تاکہ دشمنانِ صحابہ کی اس کونڈوں والی اس تبعیہ یہودی رسم پر عمل کرکے جہنم خریدنے کی بجائے صحیح عمل کر کے جنّت کے حق دار ہو۔ یہ پروگرام طے کرکے "سُنّی دکان داروں" کو اِس مشن کی طرف توجہ دلائی اور الحمد للہ کہ ہر دکان دار نے عموماً اور حافظ شبیر احمد اور شیخ محمد اشرف پروپرائٹر اتحاد جنرل سٹور وہاڑی اور نائب امیر التبلیغ الحاج بشیر احمد صاحب نے خصوصاً اس مشن کی تکمیل کے لئے ہمیں گراں قدر مالی تعاون سے نوازا۔ کریانے والوں نے چاولوں کی دیگ کے لوازم بلا قیمت ہمیں مہیا کیے۔ چناں چہ مکمل طیاری کے بعد دو دیگیں غربا میں بانٹنے کا فیصلہ ہوا اور دوسری طرف راقم کے ذمّہ یہ فرض لگایا گیا کہ وہاڑی کی تاریخ میں پہلی بار سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہٗ کے لئے ایصالِ ثواب کی اِس عظیم محفل میں جانشینِ امیرِ شریعۃ سیّد ابو معاویہ ابوذر بخاری کو شرکت کی دعوۃ دی جائے اور اُن سے سیرۃِ معاویہ سلامُ اللہ علیہ پر "خطاب" کرایا جائے۔ چناں چہ میں حضرۃ کی خدمۃ میں حاضر ہوا اور حضرۃ نے ہمارے اِس ارادہ کو بہت سراہا اور کمالِ شفقۃ کا ثبوت دیتے ہوئے اس تقریب میں شرکۃ منظور فرمائی۔ حضرۃ گذشتہ ایک ماہ سے کافی علیل تھے اور غالباً ذیابیطس کا آغاز ہونے کی بنا پر ضُعفِ قلب و ضُعفِ اعصاب کا شکار تھے لیکن حضرۃ نے اپنے مشن کی خاطر وہاڑی تک کا سفر کرنا قبول فرمایا۔ میں حضرۃ سے تاریخ طے کرکے وہاڑی واپس آیا اور ساتھیوں سے مشورہ کے بعد وہاڑی کے ہفت روزہ جریدہ "انسانیت" میں اشتہار دیا۔ یہ اشتہار مقامی رافضیوں اور اُن کے دُم چھلّوں پر بجلی بن کر گرا اور انہوں نے اِس روز "انسانیت" کے پرچے خریدنے سے انکار کر دیا۔!

"وہاڑی میں تقریبِ "یومِ مُعاویہ" اور سیّد "ابومُعاویہ" بخاری":

۷ ــــــ پروگرام کے مطابق ۲۲ رجب المرجب کو میں ملتان حاضر ہوا۔ حضرۃ طیاری کر کے وہاڑی جانے کے لئے

جب گھر سے نکلے ہیں تو ضعف کی وجہ سے پاؤں بھی ٹھیک نہیں پڑتا تھا۔ لیکن یہ میرا مشاہدہ ہے کہ جُوں جُوں وہاڑی کی طرف قدم بڑھتا گیا اور فاصلہ کم ہوتا گیا اللہ تعالیٰ کی قدرۃ اور حضرۃ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے نام کی کرامۃ سے حضرۃ کی طبیعۃ سنبھلتی گئی۔ وہاڑی پہنچنے تک ضعف میں بہت افاقہ تھا۔ وہاڑی پہنچتے ہی وُفود کی آمد شروع ہوئی۔ جن سے نماز کے وقفوں کے ساتھ رات دس بجے تک حضرۃ گفتگو فرماتے رہے۔ جو مُلکی و عالمی سیاستہ سے لے کر مذہبی و تاریخی خصوصاً تاریخ و سوانح صحابہ رضی اللہ عنہم کے موضوعات پر محیط تھی۔ رات دس بجے احباب کا مجمع چھٹنے کے بعد منتظمین جلسہ کے ساتھ کل کے پروگرام کے متعلق گفتگو ہوئی اور رات گیارہ بجے حضرۃ آرام کے لیے لیٹے۔ صبح فجر کی نماز کے بعد وظیفہ سے فارغ ہو کر حضرۃ نے ناشتہ تناول فرمایا اور آٹھ بجے قیام گاہ سے ٹانگے پر سوار ہو کر راقم کی رہائش گاہ پیپلز کالونی پہنچے جہاں تقریباً تین چار سو آدمی کا مجمع تھا۔ اِس میں مُضافاتِ وہاڑی، گڑھا موڑ اور ملتان سے آنے والے وُفود بھی شامل تھے۔ ٹھیک نو بجے حضرۃ کا خطاب شروع ہوا اور ساڑھے گیارہ بجے تک جاری رہا۔ حضرۃ کے خطاب کو راقم نے ٹیپ کیا اور پھر ٹیپ سے قلم بند کر کے حضرۃ کو اشاعۃ کے لئے دیا لیکن حضرۃ کی مسلسل خرابیٔ طبیعۃ نیز مختلف حوادث سے پیدا شدہ پریشانی اور رکاوٹ اور "مکتبۂ مُعاویہ" کی اِنتظامی و اقتصادی مجبوریوں کی بناء پر اس کی اشاعۃ ملتوی ہوتی رہی تا آنکہ اب حالات کچھ سازگار ہونے پر وہ دینی اور قومی امانۃ "مِلّتِ حَنَفِیّہ اَھلُ السُّنّۃ والجماعۃ" کی خدمۃ میں پیش کی جا رہی ہے۔ اُمید ہے کہ عوام و خواص حسبِ معمول اِس تقریر کو خرید کر حرزِ جاں بنائیں گے اور اہلِ ثروۃ و خیر بیش از بیش تبلیغ و اشاعۃ کی خاطر زیادہ سے زیادہ تعداد میں خرید کر عوام میں تقسیم فرمائیں گے تاکہ "تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی" کا صحیح مصداق بنتے ہوئے حضراتِ اَزواج و اَصحابِ رسول علیہم السلام کے خلاف "سبائیۃ و رَافضیۃ" کے سراسر نفاق اور یہودی پروپیگنڈے کا بہ قدرِ ممکن سدِّ باب کریں نیز حکومۃ کے ہر شعبہ میں اُس کے سازشی نُفوذ و تسلُّط کے باعث "شیعیۃ" کے بڑھتے ہوئے سیلاب کے آگے "دِفاعِ صَحابہ" رضی اللہ عنہم کا بند باندھ کر کچھ باخبر اور اکثر بے خبر بدقسمۃ "سُنّی عوام" کے عقائد و اعمال اور شعائر و آثار کی حفاظۃ کی اجتماعی نیکی میں حصہ دار بن سکیں۔ وباللہِ التوفیق۔ والسلام۔ راقم السطور "خادمِ خُدّامِ صحابہ"۔ "ابومعاویہ شاھد صدّیق چوہان" (نزیل جلال پور پیروالا ضلع ملتان بہ معیۃ سید ابومعاویہ بخاری) یوم چہارشنبہ (بدھ)۔ ۲۷ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ، ۱۱ رمئی ۱۹۸۳ء۔

سیرۃِ سیدنا حضرۃِ امیرِ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

"کاشانۂ معاویہ" قیام گاہِ "ابو معاویہ شاہد چوہان" پیپلز کالونی، وہاڑی شہر میں بسلسلہ "یوم وفاۃِ معاویہ" ۲۲ رجب المرجب۔ تقریب یوم معاویہ رضی اللہ عنہ منعقدہ بروز جمعہ ۲۳ رجب المرجب ۱۳۹۸ھ مطابق ۳۰ جون ۱۹۷۸ء کے موقع پر سیّد "ابو معاویہ ابوذر بخاری" کی ______ گراں مایہ تقریر

خطبۂ مسنونہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نُؤْمِنُ بِہٖ وَ نَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَ مَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ، وَ نَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ فِی الْخَلْقِ وَالْاَمْرِ وَ نَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ وَ لَا رَسُوْلَ بَعْدَہٗ وَ لَا اُمَّۃَ بَعْدَ اُمَّتِہٖ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ عَلٰٓی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ بَارَکَ وَ سَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا۔ اَمَّا بَعْدُ!

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عَسَی اللّٰہُ اَنْ یَّجْعَلَ بَیْنَکُمْ وَ بَیْنَ الَّذِیْنَ عَادَیْتُمْ مِّنْھُمْ مَّوَدَّۃً ط وَاللّٰہُ قَدِیْرٌ ط وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○

("اَلْمُمْتَحِنَۃ" ع ۱، پ ۲۸ ع ۷)

یہ معاملہ بہت نزدیک آلگا ہے کہ اللہ تمہارے اور اُن لوگوں کے درمیان جن سے تم دشمنی کرتے رہے ہو۔ دلی محبت ڈال دیں اور اللہ ہر چیز پر قابو یافتہ ہیں اور اللہ بہت پردہ پوش اور مہربان ہیں۔

اِس ما دھرتی پر سب سے پہلے "یوم معاویہ" میں نے منایا!

بزرگو! اور دوستو! یہ نہ کوئی جلسہ ہے اور نہ کوئی باضابطہ اجتماع

ہے۔ بلکہ ایک عزیز کی ایک پُرخلوص کوشش اور ایک بڑی معصوم تمنّا اور آرزو اور بہت نیکی کے جذبے سے بھری ہوئی ایک کوشش ہے جس کے بارہ میں بہت کچھ سوتے کر میں بیماری کے باوجود چلا آیا ہوں۔ میں آج بارہ ۱۲ روز کے بعد گھر سے باہر نکلا ہوں۔ طبیعت میری ایسی رہی ہے کہ میں اکثر نمازیں بھی بیٹھ کر پڑھتا رہا۔ صرف یہ سوچ کر کے آگیا کہ اگر غلط نہیں ہے، تعلّی اور تکبّر نہیں ہے تو ملک میں یہ آگ تو میں نے ہی لگائی ہے دعویٰ کروں تو غلط نہیں ہے کہ اس ملک میں سب سے پہلی مرتبہ رجب ۱۳۸۱ھ (۱۹۶۱ء) کے ستمبر میں سب سے پہلا وہ شخص میں ہوں جس نے "یوم معاویہ" منانے کی داغ بیل ڈالی۔ ملتان میں پابندیاں قبول کیں۔ جیل جانا قبول کیا۔ لاکھوں گالیاں کھائیں۔ ساتھیوں کو پٹوایا۔ گھروں پہ گولیوں کی بارش ہوئی۔ آگ لگائی گئی۔ دس بارہ ۱۲ چوریاں ہوئیں، قاتلانہ حملے ہوئے۔ بائیکاٹ ہوا۔ یہ سب کچھ تو میری وجہ سے ہوا۔ تو میں نے یہ سوچا کہ ایک عزیز نے قربانی دی ہے کہ برسوں کے بعد اس نے اس نیک جذبہ کے ساتھ اس کام کو ایک بڑی پُرخلوص محفل کی شکل میں منعقد کرنا چاہا ہے، تو بھرے پُرے جلسوں میں چلے جانا، بڑی کانفرنسوں میں شریک ہوجانا تو ہر ایک کر سکتا ہے مزہ تو تب ہے کہ دو آدمی بھی اس کام کے لئے جمع ہوں اور آدمی خلوص سے وہاں پہنچے؟ ایمان کا امتحان اس میں ہے۔ میں خدا گواہ کر کے کہتا ہوں کہ صرف اس لئے آیا کہ یہ شخص یہ نہ کہے کہ "آگے پیچھے تو ڈھنڈورا پیٹتا ہے اور جب وقت آیا کام کا تو گھر سے باہر نہیں نکلا"؟ مجھے بیٹھے بیٹھے احساس ہوا گھر سے نکل کر جب میدان میں چند قدم گیا ہوں تو دل ڈوبتا تھا۔ پتا نہیں کوئی اس کی دعا لگی ہے؟ آپ لوگوں کی دعا ہے؟ بس پھر لاری میں بیٹھ گیا ہوں یہاں آیا ہوں تو وہ حالت نہیں تھی۔ بالکل یہ واقعہ ہے۔ بس اس کو "امیر معاویہ رضی اللہ عنہ" کی کرامت آپ کہہ لیں، ان بھائیوں کی دعا کہہ لیں، آپ اپنی دعا کہہ لیں، خدا گواہ کر کے کہتا ہوں کہ وہ کیفیت نہیں تھی جو کل دوپہر کو تھی۔ بھائی ساجد صاحب مجھے مل کر آئے ہیں پرسوں اور کل میں یہاں آیا ہوں۔ آیا ہوں تو نیند بھی آئی خلافِ توقع اٹھا ہوں تو طبیعت بحال تھی۔ اتنا ضعف بھی نہیں تھا۔ ظہر کے بعد یعنی میری طبیعت نسبتًا بحال تھی اور میں زیادہ صحت میں تھا تو میں یہ سمجھا کہ اُن کے خلوص کے جذبہ کی تاثیر ہے بات اور کچھ بھی نہیں؟

"ذکرِ صحابہ رضی اللہ عنہم" سے مسلمانوں کی مجرمانہ غفلت:

مجھے معلوم ہے کہ نہ حکومت کو یہ برداشت ہے، اور نہ مختلف فرقوں کو یہ برداشت ہے بلکہ ہمارے ماشاء اللہ "اھل سُنّۃ والجماعۃ" کہلانے والوں کے دل و دماغ کا یہ حال ہے کہ اُن کو اپنے بڑوں کا پتا نہیں۔ اپنے بزرگوں کا علم نہیں۔ وہ نہیں جانتے ہمارا دوست کون ہے؟ ہمارا دشمن کون ہے؟ جیسے مولانا محمد اسحاق سلیمی نے تفصیل سے بیان کیا۔ بہت اچھی تقریر کی۔ حضرت امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) کے فضائل و مناقب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ ارشاد فرمایا وہ بہت سی باتیں انہوں نے بیان کر دیں۔ تو اس کی روشنی میں مسلمان خود جائزہ لے لیں۔ آپ خود بیٹھ کر غور کریں تو آپ کو محسوس ہوگا کہ جیسے یہ آپ نئی باتیں سن رہے ہیں، آپ کو محسوس ہوگا گویا ہم ایک نئے آدمی کا تعارف حاصل کر رہے ہیں

جو شاید آج پیدا ہوا ہے یا پہلے پیدا ہوا تھا ہم جانتے ہی نہیں تھے وہ کون ہے؟ جہاں محفل میں ذکر آیا، لوگوں کی یوں آنکھیں چھت کی طرف لگ جاتی ہیں کہ یہ کیا ہے؟ کون آدمی تھا؟ حالانکہ نام وہ آگے پیچھے بھی سنتے ہیں لیکن پروپیگنڈے کی یہودی یلغار اتنی زبردست ہے کہ مسلمانوں کو اپنے ہیروؤں اپنے رہنما اور اپنے اکابر کا علم نہیں۔ اُن کو "کرشن" کا علم ہے، "رام چندر" کا علم ہے، "گورونانک" کا علم ہے۔ یہودیوں کے پیشواؤں کا علم ہے۔ "ماؤزے تنگ" کا علم ہے۔ "لینن"، "سٹالن" کا علم ہے، "ابراھام لنکن" کو وہ جانتے ہیں، "جارج واشنگٹن" کو جانتے ہیں، "چرچل"، "چیمبرلین" کو جانتے ہیں، "مارکس" اور "انیگلز" کو جانتے ہیں۔ نہیں جانتے تو "امیر معاویہ" کو نہیں جانتے۔ آپ اندازہ کریں کہ شراب پینے والے، بغیر ختنہ کے ساری زندگی گذارنے والے، زنا کی نجاست جن کے لباس اور کپڑوں سے ٹپکتی ہو ہر وقت، اُن حرامیوں کو تو ہم جانتے ہیں لیکن جن کے دم قدم سے اسلام کی بہار دُنیا میں آئی۔ اُن سے ہم واقف نہیں؟ کفر اور شرک کے مجسّمے، دہریّت اور ارتداد کے تابوت جو ہیں مجسّم، اُن بدمعاشوں سے تو ہم آشنا ہیں، ہمارے بچّوں کے پاس ان کا لٹریچر، ہمارے بڑوں کے گھروں میں اُن کا لٹریچر، چوکوں میں اُن کا لٹریچر، ایک نہیں ہے تو ہمیں اپنے بڑوں کا علم نہیں ہے کہ ہمارے بزرگ کون تھے؟ تو یہ پروپیگنڈے کا اثر ہوتا ہے اس کا علاج بجز اس کے کچھ نہیں کہ آپ چھوٹی چھوٹی باتوں کو نظر انداز کر کے اس بات کو آگے چلائیں، گھروں میں محفلیں منعقد کریں، جیسے آج یہ ہوئی ہے۔ میری تمنّا ہے کہ اب یہ سلسلہ رُکنا نہیں چاہیئے۔ آگے بڑھنا چاہیئے۔ اسی وہ لڑی ہیں۔

آپ اس کو عبادت سمجھیں۔ کوئی بدعت ودعت

ذکرِ "معاوِیہ" رضی اللہ عنہ "عبادت ہے":

نہیں ہے۔ جو کہتا ہے وہ جھوٹ بکتا ہے۔ کوئی بدعت نہیں ہے۔ بدعت وہ ہے جس کو ہم اپنی طرف سے مسئلہ بنائیں۔ اپنے بزرگوں کو یاد کرنا کوئی بدعت نہیں ہے۔ جو کہتا ہے جھوٹ بکواس کرتا ہے۔ قرآن پڑھ کے بخش دینا یہ بدعت ہے؟ غریبوں کو کھانا کھلا دینا، اللہ کے رسول کے دوستوں کو یاد کرنا۔ یہ اگر بدعت ہے تو پھر سارا دین بدعت ہے۔ کوئی بدعت ودعت نہیں ہے بدعت یہ ہے کہ ہم اپنی طرف سے ایک نیا مسئلہ بنائیں اور کہیں کہ "اگر اس کو نہیں کرو گے تو گناہ ہوگا"، "کرو گے تو ثواب ہوگا"۔ یہ بدعت ہے؟ جو چیز اُوپر سے چلی آتی ہو وہ کوئی بدعت نہیں۔ ابوبکر صدیق کا نام لینا، عمر فاروق کا نام لینا، عثمان و علی کا نام لینا، حسن و حسین کا نام لینا یہ بدعت ہے؟ تو پھر معاذ اللہ سارا دین ہی بدعت ہے تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت بیان کرنا سب سے بڑی بدعت ہے۔ جس کو دیوبندی بریلوی سب لگے ہوئے ہیں بیان کرنے اگر بدعت ہے تو سب سے بڑی بدعت وہ ہے۔ میں کہتا ہوں کہ نہ وہ بدعت ہے نہ یہ بدعت ہے۔ بدعت وہ ہے کہ اپنی طرف سے ہم کوئی مسئلہ گھڑیں۔ ہم کوئی مسئلہ گھڑ نہیں رہے بالکل۔ امیر معاویہ کو ہم مسلمان بنا نہیں رہے۔ ایک کافر کو

مسلمان بنانا کفر ہے۔

کافر کو مسلمان اور مسلمان کو کافر کہنا کفر ہے:

آج اگر کوئی شخص چودہ سو (۱۴۰۰) برس کے بعد یہ کہے کہ "ابوجہل" مسلمان تھا۔ یہ کہنے سے وہ کافر ہو جائیگا کیونکہ اللہ پاک نے چودہ سو (۱۴۰۰) برس پہلے فرما دیا کہ

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَیْھِمْ ءَاَنْذَرْتَھُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ

بلاشک وہ لوگ جنہوں نے حق کا انکار کیا اُن کے لئے ایک جیسی بات ہے چاہے آپ اُن کو عذاب سے ڈرائیں یا نہ ڈرائیں وہ اب ایمان نہیں لائیں گے۔

اور یہ متفقہ ہے کہ یہ آیت ابوجہل اور اُس کی پارٹی کے متعلق نازل ہوئی تو اللہ کو جھوٹا کہنا کفر ہے۔ جس نے ابوجہل کو "مسلمان" کہا۔ گویا اُس نے اللہ کو جھوٹا کہا رسول اللہ کو جھوٹا کہا۔ اسی طرح "عبد اللہ بن اُبَیّ" منافق گذرا ہے۔ آج اگر چودہ سو (۱۴۰۰) برس کے بعد کوئی شخص کہے کہ "عبد اللہ بن اُبَیّ" بڑا پکا مسلمان تھا۔ حضور پاک نے اُس کا جنازہ پڑھا، اپنا کُرتہ مبارک اُتار کر اُس کو کفن میں ڈال دیا۔ اپنا پاک لعاب اُس کے جسم پر لگایا۔ یہ تو پیغمبر نے اپنی مہربانی دکھائی چونکہ اوپر سے وحی کوئی نہیں آئی تھی، کیا سلوک کرنا ہے منافقوں سے؟ پیغمبر نے روحانی باپ ہونے کی وجہ سے جو شفقت وہ کر سکتے تھے وہ کر کے دکھائی کہ میں تو یہاں تک بھی کرنے کو تیار ہوں بخشنا نہ بخشنا اُس کا کام ہے۔ اُدھر سے جواب آگیا میں نہیں بخشوں گا۔ تمہارے دشمن یہ؟ تمہارے دین کے دشمن یہ؟ تمہارے دوستوں کے دشمن یہ، میری کتاب کے یہ دشمن میرے دین کے دشمن؟ تمہارے یہ کیسے دوست ہو سکتے ہیں؟ باقی جو تم نے کر دیا آئندہ نہیں کرنا۔ صاف دسویں پارے میں حکم آگیا، آئندہ نہ جنازہ پڑھنا نہیں۔ اِن کی قبر کے پاس نہ کھڑے ہونا "لَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِہٖ" اگر کوئی منافق مر جائے تو جنازہ پڑھنا تو دور کی بات ہے۔ اے نبی اب ان کی قبر کے پاس بھی کھڑے نہ ہونا۔ ان کے متعلق میں نے فیصلہ کر دیا ہے۔

اِنَّھُمْ کَفَرُوْا بِاللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ وَ مَاتُوْا وَھُمْ فٰسِقُوْنَ۔

(التوبہ پ ۱۰)

بلاشک ان منافقین نے اللہ اور اُن کے رسول کا انکار کیا ہے اور وہ مر گئے حالانکہ وہ خدا کے نافرمان تھے۔

یہ اندر سے پکے کافر ہیں۔ منافق اس لئے اِن کو کہا جاتا ہے کہ اِن کے دل میں سوراخ ہے۔ ایمان ٹکتا نہیں اِدھر سے جاتا ہے اُدھر سے نکل جاتا ہے۔ منافقت کہتے ہیں دوغلے پن کو کہ آدمی دو طرف چلے۔ اِدھر بھی اُدھر بھی۔ عربی میں ایک لفظ ہے "نَافِقَاءُ"۔ "نَافِقَاءُ" کہتے ہیں سرنگ کو، سوراخ کو، جو دونوں طرف سے نکلتا ہے۔ تو منافق کو منافق

اس لئے کہتے ہیں کہ اُس کے دل میں اِدھر سے ایمان جا رہا ہے، اُدھر سے کفر آرہا ہے۔ ایمان اِدھر سے آیا تو اُدھر سے کفر آیا۔ اُدھر سے کُفر آیا تو اِدھر سے ایمان آیا۔ سر رنگ بنی ہوئی ہے اُس کے دل میں قرار نہیں ہے ایمان کو۔ اسی لئے اُسے منافق کہا جاتا ہے۔ منافق بھی اندر سے کافر ہوتا ہے۔ چنانچہ دیکھ لیجیئے اس آیت میں فرمایا گیا کہ اِنَّھُمْ کَفَرُوْا بِاللّٰہِ ۔ حالانکہ فرمانا یہ چاہیئے تھا ۔ اِنَّھُمْ نَافَقُوْا بِاللّٰہِ ۔ کہ انہوں نے منافقت کی ۔ نہیں ۔ کہ وہ اندر سے کافر ہی ہیں۔ خدا اور اس کے رسول کے وہ منکر ہیں۔ اب اگر کوئی چودہ سو برس (۱۴۰۰) کے بعد عبداللہ بن اُبَیّ کو حضور پاک کے عمل کی وجہ سے آج مسلمان کہے تو سمجھ لو کہ اُس نے معاذاللہ خُدا اور رسول کو جھوٹا کہا۔ وہ کافر ہو جائیگا۔ تو امیر مُعاوِیہ رضی اللہ عنہٗ مسلمان ہیں

وہ تجلّی

تجلّیٔ تاثیرِ نبوّۃ اور مقام و منصبِ صحابہ رضی اللہ عنہم

اور حُضور کے زمانہ کا ادنیٰ درجہ کا مسلمان جس نے ایک منٹ کے لئے حضور کا پاک چہرہ دیکھا، وہ ہمارے لئے سردار ہے۔ ہمارا باپ جس کی ایک لاکھ برس کی عمر ہو جائے۔ ایک کروڑ برس کی عمر ہو جائے، وہ ننگے سر سے پیدا ہوا اور پیدا ہوتے ہی وہ نفلوں میں شروع ہو جائے، تلاوتِ قرآن اُس کی قضا نہ ہو، تہجّد اُس کی قضا نہ ہوں۔ ساری عمر وہ ایک گناہ نہ کرے، ساری عمر وہ حج اور عمرہ کرے وہ ساری عمر یوں ہی کرتا رہے، صحابہ کی ایک منٹ کی عبادت کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ کیوں؟ ۔ کہ اُس نے سب کچھ کیا۔ علماء نے لفظ لکھے ہیں کہ یہ سب کچھ لے آئیگا میدان میں قیامت کے دن رسول اللہ کے چہرے کی زیارت کہاں سے لائیگا؟ یہ لفظ لکھے ہیں بزرگوں نے، فقہاء نے کہ صحابہ جب قیامت میں آئیں گے تو اللہ میاں اُن سے پوچھیں گے کہ تمہارے پاس کیا دولت ہے؟ وہ کہیں گے کہ حضور کا، آپ کے نبی کا چہرہ دیکھا تھا اُس کی روشنی اور تجلّی ہم پر پڑ ی ہوئی ہے اور ہم کچھ نہیں جانتے۔ یہ سب سے بڑی دولت ہے۔ علماء اور اولیاء لکھتے ہیں کہ ایک کروڑ سال عمر ہو جائے کسی ولی کی، اس کی ہڈی پسلی سوکھ جائے عبادت کرتے کرتے، وہ سب کچھ لے آئے گا۔ اللہ میاں راضی بھی ہو جائیں گے، جنّت کا بہت بڑا ٹکڑا الاٹ بھی ہو جائے گا لیکن محمّد کے چہرے کا نور اس کی آنکھوں میں کہاں سے آئیگا؟ صلّی اللہ علیہ وسلم ۔ وہ سوائے صحابہ کے کسی کو نصیب نہیں۔ تو صحابۂ کرام کی فضیلت سب سے بڑی یہ ہے کہ انہوں نے ایک بھی نفل نہ پڑھا ہو ایمان لانے سے پہلے وہ ساری عمر کفر کرتے رہے ہوں۔ شراب اور بدکاری میں بھی اُن میں سے اگر کوئی مبتلا رہا ہو تو ہو آپ کے چہرے کی تجلّی پڑنے کے ساتھ ہی سب کفر، شرک اور نفاق بھسم ہو گیا، اُس تجلّی کا اثر اتنا ہے کہ پھر دل میں نہ منافقت باقی رہتی ہے، نہ شرک باقی رہتا ہے، نہ بدعت باقی رہتی ہے۔ تو میں نے گذارش کی کہ جیسے کسی کافر کو مسلمان کہنا کفر ہے، جیسے کسی منافق کو مسلمان کہنا کفر ہے، ایسے ہی کسی صحابی اور مسلمان کو کافر کہنا کفر ہے۔ سمجھ آئی ۔ کیوں؟ جیسے کافروں کے متعلق ابو جہل کی پارٹی کے متعلق فرمایا ۔ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ۔ یاد رکھو جو باتیں میں کہتا ہوں۔ یہ تمہیں دلیل کے طور پر کام آئیں گی۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم فکر نہ کریں، زیادہ غم کھانے کی ضرورت نہیں۔ آپ اپنا فرض ادا کر رہے ہیں۔ یہ مسلمان نہیں ہوں گے باقی آپ کو حکم اس لئے دیا ہے کہ ڈیوٹی ہے۔ ڈیوٹی میں نتیجہ کوئی نکلے نہ نکلے جتنا وقت ہے ڈیوٹی کا، وہ حکم ہوتا ہے اس کام کو کرو، چاہے نتیجہ کچھ نکلے یا نہ؟ آپ کی ڈیوٹی ہے نبی ہونے کی حیثیت سے کہ چاہے کوئی نتیجہ نکلے یا نہ نکلے، آپ کام کرتے جائیں۔ باقی آپ کی تسلی کے لیئے بتا دیتا ہوں کہ ابوجہل اور اُس کی پارٹی مسلمان نہیں ہوگی۔ ابوجہل اس میں شامل تھا۔ یہ حضرت عمر ابن خطاب کا رشتہ میں حقیقی ماموں ہے بات سمجھ میں آئی اور اس میں امیر معاویہ کے نانا "عتبہ" شامل ہیں۔ اس میں انہی کا رشتہ دار "شیبہ" شامل ہے۔ اسی میں کعبۃ اللہ کے کوٹھے کی کنجی جس خاندان کے پاس ہے۔ شیبہ وہ بھی شامل ہے۔ اس میں امیر معاویہ کا سگا بڑا ماموں "حنظلہ" وہ بھی شامل ہے سمجھ آگئی؟ اس میں امیر معاویہ کی پھوپھی، حضرت ابوسفیان کی بہن، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چچی "اُمِ جمیل حَمَّالَةَ الْحَطَبِ" بھی شامل ہے۔ یہ سب کفار تھے جنہوں نے حضور علیہ السلام کو اتنا تنگ کیا ہے کہ دنیا میں کسی بڑے سے بڑے نبی کو بھی اتنا تنگ نہیں کیا گیا چنانچہ حضور نے فرمایا۔

وَاللّٰهِ مَا أُوذِيَ نَبِيٌّ مِثْلَ مَا أُوذِيتُ نبی کو قسم کھانے کی ضرورت نہیں، نبی کا تو وجود ہی قسم ہے۔ فرماتے ہیں۔ خدا کی قسم! دنیا میں کسی نبی کو اللہ کے رستے میں اتنا تنگ نہیں کیا گیا جتنا مجھے تنگ کیا گیا ہے۔ نبی کو قسم کھانے کی ضرورت محسوس ہوئی۔

وَاللّٰهِ! مَا أُوذِيَ نَبِيٌّ مِثْلَ مَا أُوذِيتُ۔	اللہ کی قسم! اللہ کے رستے میں کسی نبی کو اتنا تنگ نہیں کیا گیا جتنا کہ مجھے کیا گیا ہے۔

"ابوجہل" ۔ اور اُسکی پارٹی کا انجام": یہ سب جو تھے۔ پارٹی تھی پوری کی پوری، اللہ کے رسول کی طرف سے پیش گوئی آگئی غزوہ بدر کے اندر۔ کافر اپنے موروچوں میں تھے۔ حضور علیہ السلام ریت کے ٹیلے کے پاس تھے، تو کنوئیں کے پاس آکر کھڑے ہو گئے، اُس کو "قلیب بدر" کہتے ہیں ۔ "بدر کا بے آباد کنواں" ۔ وہاں آکر کھڑے ہو گئے اور فرماتے تھے۔ چھڑی ہاتھ میں تھی یا تلوار یا نیزہ، جگہوں جگہوں پر نشان لگاتے پھرتے تھے حضور۔ فرماتے تھے شیبہ یہاں گرے گا، عتبہ یہاں گرے گا، ابوجہل یہاں گریگا، اُمیہ ابن خلف یہاں گرے گا تم دیکھ لینا ان میں جہاں جہاں میں نے کہا ہے یہیں اُس کی موت ہوگی۔ چنانچہ غزوہ بدر کا جب خاتمہ ہو گیا، صحابہ نے دیکھا کہ جس جس جگہ حضور نے نشان لگایا تھا کہ کا ہر بڑا کافر وہیں مرا پڑا تھا۔ تو اللہ کی طرف سے ڈیوٹی تھی، وہ ڈیوٹی ادا ہو گئی۔

تو جس طرح کافروں کو مسلمان کہنا غلط ہے کیونکہ یہ اللہ کو جھوٹ کہنے کے برابر ہے۔ منافقوں کو مسلمان کہنا

کفر ہے۔ کیونکہ یہ اللہ اور رسول اللہ کو جھوٹ کہنے کے برابر ہے۔ ایسے ہی اللہ کریم نے جن لوگوں کو مسلمان قرار دیدیا اُن میں سے ادنیٰ درجہ کے ایک آدمی کو بھی یہ کہنا کہ "یہ مسلمان نہیں تھا" یا "دشمنِ رسول تھا" یا "منافق" تھا یہ اللہ کو اور اُس کے رسول کو جھوٹا کہنے کے برابر ہے۔ یہ بھی کفر ہے۔

حضرت امیر "معاویہ"۔ اور عمِّ رسول حضرت "عبّاس"۔ رضی اللہ عنہما کا "اسلام"

"امیرِ معاویہ" کو تو پروردگارِ عالم نے کئی سال دیئے حضور کی خدمت میں رہنے کے۔ آخری دو سال تو علانیہ ہیں اور روایات اکثر یہ ہیں کہ سن سات ہجری میں ۔۔ یہ یاد رکھیں ۔۔ سن سات ہجری میں عمرہ ہوا۔ "عمرۃ القضاء" اس موقع پر خفیہ آکر حضور کے ہاتھوں پر مکہ میں اسلام قبول کیا، ماں باپ راضی نہیں تھے۔ ابوسفیان اور بی بی ہندہ راضی نہیں تھیں۔ علماء نے لکھا ہے، میں اکثر بیان کرتا ہوں۔ امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ، امام ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے بخاری کی شرح لکھی ہے "فتح الباری" انہوں نے اپنی کتاب میں لکھا ہے اور اس میں میں نقطہ بڑھایا کرتا ہوں کہ "جیسے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا، حضرت عبّاس بن عبد المطّلب رضی اللہ عنہ ۔۔ کہ اللہ اور اللہ کے رسول کے حکم کی وجہ سے اُنہوں نے ہجرت نہیں کی تھی۔ ہجرت فرض تھی نا؛ اس دور میں ہجرت فرض تھی بلکہ نشانی تھی مومن اور مسلمان ہونے کی۔ جو آدمی ہجرت نہیں کرتا تھا، فتویٰ لگ جاتا تھا کہ یہ منافق اور بے ایمان ہے لیکن حضرت عبّاس کے متعلق اللہ کی مرضی تھی کہ یہ ہجرت نہ کریں۔ اللہ میاں اُن سے جو کام لے رہے تھے وہ یہ تھا کہ وہ اپنے اخلاق سے، میل جول سے، محبّت سے، پیار سے، معاملات سے، مکہ کے کافروں میں حضور کی سچائی کی تبلیغ کر رہے تھے۔ "غزوۂ بدر" کے بعد اُن کا اپنا دل پلٹ گیا۔ اندر خانہ سے وہ مسلمانوں کے قریب ہو گئے۔ اندر سے وہ سمجھ گئے کہ میرا بھتیجا خالی بھتیجا نہیں؛ کوئی حاکم بننے کی تو توجہ نہیں ؛ کوئی بادشاہت کا اُس کو خیال نہیں؛ یہ ہے فی الواقع سچا۔ لیکن مجبوری یہ تھی کہ مکہ کے سرداروں سے ابھی اُن کی طاقت اتنی زیادہ نہیں ہوئی تھی کہ وہ اُن کو منوا سکیں۔ تو ظاہر سے کافر ہے اور اندر سے مسلمان ہو گئے تو حضرت عبّاس ابن عبد المطّلب نے جیسا خفیہ اسلام قبول کیا، علماء نے لکھا ہے۔ ویسے ہی ۔۔

علیٰ ما حکاہُ الواقدیُّ بَعدَ الحُدَیبیَّۃِ، وقال غیرُہُ: "بل یومَ الحُدَیبیَّۃِ وَ کَتَمَ إسلامَہٗ عَنْ أبیہِ وَ أُمِّہٖ حتّیٰ أظْهَرَہٗ یومَ الفتحِ

واقدی کی روایۃ کے مطابق (امیرِ معاویہ کا اسلام) حُدیبیّہ کے بعد ہوا، اور اُس کے علاوہ دوسرے علماءِ سیرۃ و تاریخ کہتے ہیں، نہ بلکہ خود حُدیبیّہ کے دن وہ مسلمان ہوئے اور انہوں نے اپنے باپ اور ماں سے اپنا اسلام چھپائے رکھا حتّیٰ کہ فتحِ مکّہ کے دن اُسے

فَهُوَ فِيْ عُمْرَةِ الْقَضِيَّةِ الْمُتَأَخِّرَةِ عَنِ الْحُدَيْبِيَّةِ الْوَاقِعَةِ سَنَةَ سَبْعٍ قَبْلَ فَتْحِ مَكَّةَ بِسَنَةٍ۔ كَانَ مُسْلِمًا۔ ["تطہیر الجنان" ص۱۲، سطر ۱، ۲، ۳]

ظاہر کیا، تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ۶ھ میں حدیبیہ کے بعد — فتح مکہ سے ایک سال پہلے ادا ہونے والے عمرۃ القضاء کے موقع پر مسلمان تھے اور عمرہ میں حضور علیہ السلام اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ شریک تھے۔

جیسا کہ میں کہتا ہوں عباس ابن عبد المطلب نے۔ انہوں نے غزوۂ بدر کے بعد اسلام خفیہ قبول کیا، ظاہر وہ بھی اُسی دن ہوئے فتح مکہ کے دن اور سات ہجری میں امیر معاویہ نے خفیہ اسلام قبول کیا اور ظاہر وہ بھی فتح مکہ کے دن ہوئے اپنے ماں باپ بہن بھائیوں کے ساتھ آکے حضور کی خدمت میں پیش ہوئے لوگوں نے یہ سمجھا اب مسلمان ہوا ہے۔ وہ (حجۃ الوداع سے تین سال پہلے خفیہ مسلمان تھے۔ یہ بات سمجھ میں آگئی؟ ان باتوں کو یاد رکھیں۔ دیکھنے میں یہی چیزیں (قابل غور) ہوتی ہیں۔ یہی تاریخ ہے؟ یہی سیرت ہے؟

فضائل و مناقبِ معاویہ کے متعلق تاثر اور تمنا:

انہوں نے (مولانا محمد اسحٰق سلیمی) نے فضائل و مناقب تو ماشاء اللہ اتنے بیان کر دیئے کہ میرے پاس تو رہے ہی نہیں۔ جو مجھے یاد تھیں دو تین حدیثیں وہ بھی انہوں نے پڑھ دیں۔ میرا تو دامن انہوں نے خالی کر دیا، میں خوش ہوں۔ میں تو خوش ہوں کہ اللہ کرے، جو کچھ میرے پاس ہے، سارا کچھ انہی کو مل جائے۔ میں تو دعا کرتا ہوں کہ میرے جو ساتھی ہیں، جو کچھ میں نے تیس برس میں حاصل کیا، اللہ کرے وہ ساری معلومات ان کو مل جائیں۔ مجھے خدا اور دے گا کیونکہ خدا کا خزانہ تھوڑا نہیں۔ آدمی کا خزانہ محدود ہوتا ہے۔ مجھے اللہ میاں اس سے دوگنا چوگنا دے سکتے ہیں۔ لیکن یہ میری تمنا ہے کہ جو کچھ میں نے حاصل کیا بال سفید کئے۔ میں آپ کو بلا مبالغہ کہتا ہوں کہ میں نے سولہ برس، مولوی اور فارغ التحصیل ہونے کے بعد سولہ برس میں نے صرف حضرت امیر معاویہ کی خاطر سیرت کی کتابیں پڑھیں آپ یقین کریں، مجھے چین نہیں آتا تھا دن رات۔ میں نے کہا یا قرآن سچا ہے یا یہودی سچے ہیں یا حدیث رسول سچی ہے؟ یا رافضی سچے ہیں۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ ہو رسول کا دوست، اُس کا رشتہ دار اور ہو منافق، یہ نہیں ہو سکتا۔ پھر جو کتاب مل سکی ہے وہ پڑھی ہے۔ میں بفضلہ تعالیٰ کسی سے متاثر نہیں ہوں۔ ماں باپ نے مجھے جو روٹی کھلائی اور استادوں نے مدرسہ میں جو پڑھایا، خدا کے فضل سے میری عقل میں اللہ نے اتنی قوت عطا کی کہ میں نے جو روٹی کھائی اس کے بدلے میں عربی پڑھی میں نے دل میں یہ کہا کہ عربی کس دن کے لئے پڑھی ہے؟ اس کے بعد پھر کیا آلو چھولے بیچنے ہیں؟ آڑھت کی دکان کھولنی ہے؟ یا کوئی کپڑے کا کاروبار کرنا ہے؟ یہ عربی اسی دن کے لئے پڑھی تھی کہ جو کتابیں پڑھنے کے قابل ہیں اب اُن کو خود پڑھو

پھر جو کتاب مل سکی ہے میں نے وہ چھوڑی نہیں۔ مکہ مدینہ سے منگوائی۔ بڑی بڑی تاریخ کی کتابیں نو ہیں کل دنیا میں۔ میں سے الحمدللہ سات دیکھ چکا ہوں۔ دو باقی ہیں وہ ملی نہیں۔ ایک پہلی صدی کی ہے، ایک پانچویں چھٹی صدی کی لیکن باقی جو اہم ترین کتابیں ہیں دنیا میں اسلام کی تاریخ کی، وہ ساری دیکھ چکا ہوں کہ جو کچھ مجھے مل سکا، وہ میں نے پڑھا۔ میں ایسے ہی نہیں لگا ہوا۔ ہاں۔ اندھیرے میں بٹیر نہیں پکڑ رہا۔ اللہ کا فضل ہے آنکھیں کھول کر، دن کی روشنی میں مضبوط بنیادوں پر میرے ہاتھ پاؤں ہیں اور مضبوط کنڈے کے پاس میرا ہاتھ ہے۔ بالکل۔ اندھیرے میں نہیں۔ عَلٰی بَصِیْرَۃٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ (میں خود بھی عقل و شہادۃ کی روشنی میں جادہ پیما ہوں اور میرے پیروکار بھی) جس کا جی چاہے مجھے پہاڑ کی چوٹی پر لے چلے، جنگل میں لے چلے، انشاء اللہ جو یہاں کہتا ہوں، اُس سے زیادہ ثبوت اور مضبوطی کے ساتھ وہاں بھی کہوں گا۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ کیوں؟ جب لوگ گمراہی میں بدمعاشی میں پیچھے نہیں ہٹتے تو ہم جیسا بھی کوئی بے غیرت ہوگا کہ عقیدہ بھی سچا اور ہم پھر شکست مان لیں؟ پھر ہم ریورس گیر REVERSE GEAR 'پیچھے ہٹنے والا' لگائیں؟ اُلٹے بھاگیں، کمزوری دکھائیں اور منافقت کریں؟ حیلے بازی کریں؟ تاویلیں کریں؟ "نہیں جی! خدا ناراض ہو جائے گا۔ ایسی کی تیسی میں جاؤ۔ خدا ناراض ہو جائے گا تو پھر کون بچائے گا؟ قیامت کے دن اگر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے جانا پڑا اور آپ کی آنکھیں سرخ ہو گئیں تو پھر خدا کے عذاب سے کون بچائے گا؟ اگر انہوں نے صرف اتنا فرما دیا کہ "میرا کلمہ پڑھا تھا اور میرے یاروں کو گالیاں ملتی تھیں! تم بے غیرت بنکر بیٹھے تھے، تمہیں شرم نہیں آئی؟" اس کا کوئی جواب ہے کسی کے پاس؟ وہاں پر یہ کہو گے کہ "جی! ہم تو آپ کے داماد علی کی محبت میں لگے ہوئے تھے"۔ وہ فرمائیں گے "علی میرا داماد تھا۔ مُعاویہ میرا سالا تھا، تم کو کِس ابلیس نے کہا تھا کہ دونوں میں فرق کرو؟" ہاں اگر وہ کافر ہوتا تو وہ خود انکار کر دیتے۔ ہاں۔ اس کا جواب یہیں سے سوچ لینا چاہیئے؟ پیغمبر کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہے گا آدمی، خدا کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہے گا؟

"بدعمل بیٹا ماں باپ کا سامنا کرنے سے گھبراتا ہے تو بدعقیدہ اُمتی نبی کے سامنے کیسے کھڑا ہوگا؟"

ایک مُعاشَراتی مثال: آدمی اپنے باپ کی شرم کرتا ہے۔ پردیس میں ہو، ملازمت ہو، کاروبار ہو وہاں سے عادات بدل جائیں، گھر کی عادات جو ہیں بدل جائیں۔ گھر میں نمازی تھا، نیک تھا، اچھے اخلاق کا تھا۔ پردیس میں گیا، سگریٹ شروع کیا، پھر شراب شروع کی، پھر چکلے جانا شروع کیا۔ سینما دیکھا۔ ڈانس ہال میں گیا، آوارہ گردی کی، سفید کُتیا کے ساتھ وہاں لَو مَیرِج [LOVE MARRIAGE یارانہ کی شادی] کی، اپنی بیوی کو چھوڑ دیا، منگیتر کو طلاق بھیج دی، ٹیلیفون پر یہ کر دیا۔ اب جب لوٹنے کا وقت آیا تو دل میں سوچ پیدا ہوئی کہ اگر باپ سے آنکھیں چار ہوئیں تو کیا کروں گا؟ ماں کے سامنے گیا تو کیا جواب دوں گا؟

معصوم بہنیں سامنے آگئیں تو کیا بولوں گا؟ تو جیسے ایک کمینہ رذیل انسان اپنے نفس کی بدمعاشیوں پر شرمندہ ہوکر تنہائی میں دنیا کے آدمیوں کو جواب دینے کے متعلق گھبراتا ہے۔ اس کو سوچ لینا چاہیئے کہ قبر کی وہ گھاٹی جس میں پتا نہیں کتنے ہزار سال ہماری ہڈی پسلی گل جانے کے بعد ہم کو پڑے رہنا ہے، بولنے کا یارا نہیں ہوگا، ہلنے کی سکت نہیں ہوگی۔ کوئی دینے دنیا کی ہمیں خبر نہیں ہوگی اُس گھاٹی سے اٹھنے کے بعد قیامت کو جب جواب دینا ہوگا خدا اور اس کے رسول کو، اُس پسینے کو پونچھنے والا کہاں سے لائیں گے ہم؟ اُس کی طیاری اب کرنی چاہیئے۔ ڈھونڈیں، غور کریں، علماء سے پوچھیں کہ آپ لوگ کیوں نہیں امیر معاویہ کی سیرت نہیں سُناتے؟ آپ کو روٹی کا ڈر ہے؟ روٹی تو آپ کو اتنی ملتی ہے کہ آپ سُکھا سُکھا کر بیچتے ہیں؟ دال اتنی لبس جاتی ہے کہ اگر محلہ میں تقسیم کی جائے، دس آدمیوں کے گھر کا کھانا چل سکتا ہے؟ کس چیز کی کمی ہے آپ کو؟ عذاب کیا آگیا ہے؟ جو مولوی نہیں بولتے، اُن کو پکڑیئے؟ جھنجھوڑیئے؟ کہ جب روٹی یہ خدا اور رسول کے نام پر تو پھر اس روٹی کو حلال کردو؟ روٹی تو حلال تبھی ہوگی کہ مار کھاؤ؟ گالیاں سنو؟ طعنے سنو؟ آپ اپنے کو ذلیل کردو گے خدا تم کو عزت دے گا اور اگر دنیا کی عزت کے پیچھے بھاگو گے خدا اور ذلیل کر دیگا۔ حدیث شریف میں آتا ہے۔ میں نے اُسی کا ترجمہ کیا۔

مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ۔ — جو شخص اللہ کے لئے جھک جائے گا اللہ اُس کو اونچا کردیں گے۔

"عقیدہ ایثار و قربانی چاہتا ہے میں نے گھر سے کام شروع کیا اب ملک بھر میں ہوتا ہے۔"

جو اللہ کے لئے عاجز ہو جائے گا۔ مسکین بن جائے گا۔ دنیا کی گالیاں سنے گا، دین کی خاطر ذلیل اور بدنام ہونے کے لئے طیار ہو جائے گا، اللہ میاں اُس کو اونچا کردے گا۔ اس کو کوئی نہیں دنیا میں ذلیل کرسکتا۔ ظاہری ذلت آئے گی حقیقت میں اُس کا درجہ بلند ہو جائیگا۔ میں آپ کے سامنے بیٹھا ہوں۔ مجھے کئی کروڑ گالیاں ملی ہیں اپنے بیٹے کا نام "محمد معاویہ" رکھنے پر۔ یہ میرا بڑا اثر کا ہے؟ یہ بیٹھا ہے؟ اس کا نام میں نے رکھا محمد معاویہ تو کئی کروڑ گالیاں میں نے سنیں۔ میں نے اللہ کے سامنے ایک ہی عرض کی کہ" آپ تو جانتے ہیں میں نے کس نیت سے رکھا ہے؟" آج اس کا نتیجہ یہ ہے کہ سینکڑوں بستیوں میں معاویہ نام رکھے جارہے ہیں۔ یہ بدعت نہیں یہ ضروری ہے۔ ایسے اس دور کی سنّت سمجھو۔ صحابہ کا نام رکھنا دین کی بنیادوں کو مضبوط کرنے کے برابر ہے۔ میں نے کوئی اپنے باپ کے لئے تو حدیث نہیں پڑھی؟ کہ میرے باپ کا نام رکھنا ضروری ہے؟ یا میں نے اپنے چچا کا نام نہیں لیا! سمجھے؟ میں نے تو رسول اللہ کے ایک صحابی کی خاطر یہ کیا کہ جب لوگوں نے اُس کو بیہودہ لوگوں کے پروپیگنڈے کی وجہ سے بدنام کیا۔ اب جب تک ہم میں سے کوئی شخص قربانی نہیں دے گا، مار نہیں کھائے گا، گالیاں نہیں کھائے گا، "کفارہ" نہیں ادا ہوسکتا۔

سب سے پہلے اپنے آپ کو آگے پیش کیا۔ اپنے گھر میں ہزاروں کی باتیں سنیں، گھر والوں کی باتیں سنیں، سسرال والوں کی باتیں سُنیں، میکے والوں کی باتیں سنیں، دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث سب کی سُنیں، شیعہ کی بھی گالیاں کھائیں، سب کچھ ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے کھڑے رہنے کی توفیق نصیب فرمائی۔ اُس کا نتیجہ دیکھتا ہوں کہ غریبوں کے ہاں بچوں کے نام "محمد معاویہ" رکھے جا رہے ہیں۔ میں اگر چپ کر جاتا اور لوگوں کو تبلیغ کرتا کہ اپنے بچوں کا نام "محمد معاویہ" رکھو تو وہ کہتے کہ تیرا بیٹا آسمان سے اُترا ہے؟ اُس کا نام کیوں نہیں رکھتا؟ ہمیں جوتیاں لگواتے ہو اور اپنے آپ کو بچاتے ہو؟ میں نے پہلے اپنے آپ کو "جوتیاں کھانے" کے لئے پیش کیا، نتیجہ یہ ہے کہ سَو اور آدمی جوتیاں کھانے کے لئے باہر آ گئے، تو جب تک ہمارے واعظ، ہمارے مبلغ، ہمارے مولٰنا صاحبان، ہمارے خطیب یہ خود گالیاں کھانے کے لئے تیار نہیں ہوں گے خود اپنے آپ کو دنیا میں اللہ کے دین کی خاطر عاجز اور ذلیل کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں گے، اللہ انہیں عزت نہیں دے گا۔ آج اللہ کے فضل سے آپ کی دعاؤں سے میری آنکھیں اونچی ہیں۔ جس جس بستی میں بچے کا نام "محمد معاویہ" رکھا جا رہا ہے میرے تعارف کی ضرورت نہیں۔ لوگ پوچھتے ہیں کہ "جی! بچے کا کیا نام کیا ہے"؟ انہوں نے کہا جی "محمد معاویہ"! کہنے لگے "جی! آپ کا ابوذر بخاری سے تو کوئی تعلق نہیں"؟ انہوں نے کہا "جی ہاں!" کہنے لگے "ہمیں پہلے ہی سے خطرہ تھا یہ آواز وہیں سے آ رہی ہے"۔ اوہ اللہ کے فضل سے پہلے ہی ساری گاڑی چل رہی ہے۔ درخواستیں لے کر لوگ کچہری اور میونسپل کمیٹی ملتان میں گئے۔ انہوں نے کہا "جی آپ کا نام" کہا "ابو معاویہ" اُس نے قلم رکھ دیا ایڈمنسٹریٹر نے۔ کہنے لگا "آپ کا تعلق ابوذر بخاری سے ہے"؟ انہوں نے کہا کہ جی! آپ کو اس سے کیا بحث؟ کہنے لگا "نہیں! میں آپ کے نام کی وجہ سے پوچھتا ہوں"؟ کہنے لگے کہ "جی ہاں ہے تو سہی"؟ "کہنے لگا "میں تبھی سمجھتا تھا کہ ایسا نام کوئی دوسرا نہیں رکھ سکتا" مجسٹریٹوں نے قلم رکھ دیئے۔ یہ پچھلے سال کا واقعہ ہے وہ منہ دیکھنے لگ گئے کہ "یہ نام کاغذات پر اور کچہری میں کیسے آ گیا ہے"؟ بات کیا ہے؟ جب تک جرأت نہیں کی جائے گی دین کی خاطر مار کھانے کی، دشمن نہیں دوست بھی متاثر نہیں ہوں گے۔ اگر گھر میں قربانی کا جذبہ ہوگا تو آپ باہر کسی کو کہہ سکتے ہیں۔ باپ نماز نہ پڑھے اور بیٹے کو کہے "اُٹھ تہجد پڑھ۔ رات کے ڈھائی بج گئے ہیں، فرشتے اتر رہے ہیں، اللہ کی رحمت پہلے آسمان پر آئی ہوئی ہے"؛ وہ کہہ سکتا ہے کہ "میرے لئے پہلے آسمان پر آئی، تمہارے لئے تو پھر چھت پر ہونی چاہیئے۔ تم کیوں نہیں اُٹھتے؟ تم تو لیٹے ہوئے خراٹے بھر رہے ہو اور مجھے کہہ رہے ہو کہ تہجد پڑھ۔ میں تو ایک نماز بھی نہیں پڑھوں گا تم پہلے مجھے پانچ نمازیں پڑھ کر دکھاؤ تو پھر میں بھی تہجد کی کوشش کروں گا"؟ تو ہمیشہ کسی سے عمل کرانے کے لئے پہلے اپنا عمل شرط ہے۔ اللہ کا بڑا کرم ہے۔ میں کوئی شیخی نہیں۔ اُس کی مخلوق میں عاجز ترین گنہگار آدمی ہوں۔ اللہ کا شکر ادا نہیں کر سکتا، مجھے قیامت تک کروڑوں سال کی عمر مل جائے تو میں اللہ کا شکر ادا نہیں کر سکتا کہ اللہ نے مجھے اس چھوٹی سی نیکی کی توفیق بخشی اور اس پر ثابت قدم رہنے کی توفیق بخشی۔

"اس دور میں ذکر و سیرۃ معاویہؓ اور ان کے لئے ایصالِ ثواب بڑی عبادۃ اور جہاد ہے"

تو میں تقریر نہیں کرنا چاہتا، میں تو صرف اس تقریب میں شریک اس لئے ہو گیا تا کہ آپ دوستوں اور بزرگوں میں اس تقریب کی اہمیت پیدا ہو۔ تکلیف کے باوجود آ گیا ہوں اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میری تکلیف کل سے کم ہے واللہ اعلم کیا چیز ہے؟ بالکل کم ہے تکلیف۔ میں نے دوا بھی کم کھائی ہے، غذا میں بھی بد پرہیزی کی ہے، رات چاول کھائے ہیں جو ڈاکٹروں نے حکیموں نے منع کئے ہیں۔ رات غذا بھی غلط کھائی ہے۔ اللہ نے پھر کرم کیا ہے۔ آپ کے سامنے بیٹھا ہوں۔ تو میں صرف ابھی اس لئے آ گیا کہ میرا ایک ساتھی، میرا ایک عزیز۔ میں اس کو چھوٹا بھائی بھی سمجھتا ہوں، بھتیجا بھی سمجھتا ہوں بہت کچھ سمجھتا ہوں اور سب سے بڑی بات ہے کہ دین کے تعلق کی وجہ سے یہ مجھے عزیز ہے۔ اور میرا کیا اس کے سوا ان لوگوں سے رشتہ ہے؟ انہوں نے دین کی وجہ سے میرے ساتھ محبت کی مجھے ان کے ساتھ محبت ہے۔ تو میں نے سوچا کہ جب اس شخص نے اس حالت میں بیٹھے ہوئے ایک عملی قدم اٹھایا ہے تو میرا جانا فرض ہے۔ میں نے ملتان شہر میں جمعہ چھوڑ دیا۔ مجھے کل کہا گیا کہ "تم جمعہ پڑھاؤ"؟ میں نے کہا "بالکل نہیں، میں اگر جاؤں گا تو کل دہاڑی جاؤں گا" کہنے لگے "کیوں"؟ میں نے کہا "وہاں ایک ساتھی امیرِ معاویہ کے لئے ایصالِ ثواب کر رہا ہے۔ بہت بڑا کام ہے یہ۔ اس وقت میں اس دور میں جہاد ہے یہ؟ جب اپنے دشمن ہوں بیگانوں کا تو چھوڑ دو؟ اس دور میں اس ساتھی کے پاس جا کر بیٹھ جانا بھی میں سعادت اور ثواب سمجھتا ہوں۔ میں کہوں گا کہ میرے جو دوست دیہات میں رہتے ہیں وہ دیہات میں یہ کام کریں جو شہر میں ہیں وہ شہر میں اس کام کو شروع کریں، ہر مہینے ان کے ایصالِ ثواب کی یا ان کی ولادۃ کی خوشی میں ایک محفل ہونی چاہیئے اور ایک صحابی نہیں، صحابی اور بھی ہیں۔ حضرت معاویہؓ، حضرت مغیرہ بن شعبہؓ، حضرت عمرو بن عاصؓ، حضرت شرجیل ابن حسنہؓ، حضرت مروان بن حکمؒ یہ پانچ دس بزرگ خاص طور پر ایسے ہیں کہ ان لوگوں کی یاد میں محفل منعقد کرنا، ان کی یاد منانا، ان کو ایصالِ ثواب کرنا، ان بزرگوں کے کارنامے بیان کر کے اپنے مسلمان بھائیوں دوستوں کو تعارف کرانا یہ بہت بڑی ضرورۃ ہے اور نیکی ہے۔

"اگر جناح کے نام کے بغیر تاریخ پاکستان نامکمل ہے تو ذکر و تعارف صحابہؓ کے بغیر تعارف و تاریخ اسلام نامکمل ہے"

دیکھئے نا! بانیٔ پاکستان "محمد علی جناح" کا نام بچوں کو اگر نہ بتایا جائے تو کہتے ہیں صاحب! ہمارا کورس جو ہے وہ نامکمل ہوگا۔ اگر بچوں کو یہی پتا نہ ہو کہ ہمارے ملک کا بنانے والا کون تھا؟ تو کیا کہیں گے کہ ہم کس ملک کے رہنے والے ہیں جس کے بنانے والے کا ہمیں پتہ نہیں؟ حالانکہ "محمد علی جناح" نے کوئی رانج گیری یا مزدوری نہیں کی تھی کہ تیسی کانڈی لے کر دو اینٹیں لگائیں تو پاکستان بن گیا۔ پاکستان بنانے میں

ڈیڑھ لاکھ مجلس احرار کے رضا کار بھی شامل ہیں۔ اس میں چھتیس ۳۶ لاکھ نیشنلسٹ مسلمانوں کے کارکن بھی شامل ہیں۔ سمجھ آئی نہ؟ اس میں اور وہ لاکھوں مسلمان بھی شامل ہیں جو کسی پارٹی میں شامل نہیں تھے۔ لیکن ہمیشہ چڑھتے سورج کی پوجا ہوتی ہے، سفید قبروں پر پھول چڑھتے ہیں۔ نام جناح کا آئے گا، نام اوروں کا اب نہیں آئے گا۔ کیونکہ جس کے ہاتھ میں تلوار یا جس کے قبضہ میں اقتدار ہوا اُسی کا نام ہمیشہ چلتا ہے۔ اب اُن کو کوئی نہیں پوچھے گا؟ ہاں۔ اگر اتفاق سے احرار کے قبضہ میں یا کسی اور پارٹی کے قبضہ میں ہوتی اقتدار کی باگ ڈور تو پھر آپ دیکھتے کہ "جناح" کا نام آتا ہے یا "بخاری" کا نام آتا ہے؟ بہر حال بنانے والا ایک نہیں ہے اصل میں۔ بنانے والے تو وہ لوگ ہیں جنہوں نے قربانیاں دیں، جانیں دیں۔ دس دس سال جیلیں کاٹیں ایک تحریک کشمیر میں ساٹھ ہزار آدمی جیل میں گیا مجلس احرار کی طرف سے ساٹھ ہزار۔ یہ گورنمنٹ کی رپورٹ ہے۔ کشمیر کی اور جموں کی جیلوں کے دروازے توڑ دیئے انہوں نے، رسیاں باندھ کر رکھتے تھے رات کو میدانوں میں اور صبح کو ہاتھ جوڑتے تھے خدا کے لئے گھروں میں چلے جاؤ، ہمارے پاس رکھنے کی کوئی جگہ نہیں۔" وہ ساٹھ ہزار آدمی کس کھاتے میں ہے؟ اندھے کنوئیں میں یا بحر الکاہل میں غرق ہو جائے گا؟ تاریخ میں اُس کا نام اور طرح سے آئے گا۔ لیکن بہر کیف اب یہ تو کوئی تعارف نہیں کرائے گا کہ مجلس احرار اسلام کے ساٹھ ہزار آدمیوں نے پاکستان بنایا۔ وہ کہیں گے "نہیں جی! ہم یہ پوچھتے ہیں اس کا پہلا حاکم کون تھا؟ وہ کہیں گے "جناب قائد اعظم محمد علی جناح" جو گجرات کاٹھیاواڑ کی کھوجا برادری سے تعلق رکھتے تھے اُن کے والد ایران سے آئے تھے۔ وہ آغا خان کے مذہب کے آدمی تھے، وہ کراچی میں کام کرتے تھے پونجا ان کی گوت تھی۔ اُن کی برادری وہاں موجود ہے۔ وہ بڑے دبلے پتلے تھے اس لئے اُن کو گجراتی میں "جینا" کہتے تھے۔ پھر اُسے اردو بنایا تو وہ جینا ہو گیا۔ پھر اُس کو عربی میں ڈالا تو "جناح" ہو گیا۔ پھر مولوی فیروز الدین فیروز اللغات والے یا کسی اور نے لقب دیا تو قائد اعظم ہو گئے۔ وہ اٹھارہ سو ۱۸۰۰ اتنے میں پیدا ہوئے انہوں نے یہ کام کیا، وہ کام کیا، ایک منٹ کے لئے بھی جیل نہیں کاٹی اور ملک بنا دیا تعریف ہو رہی ہے نا؟ بچوں کو یوں ہی پڑھایا جا رہا ہے نا؟ اور تعارف کے بغیر، ملک کا تعارف سہی، بچوں کو سمجھ میں نہیں آسکتا، تو دین کے لئے مسلمان کو اپنے دین کا تعارف کیسے ہو جائے گا جب تک کہ دین لانے والوں کا تعارف نہ ہو؟ پاکستان سمجھ میں نہیں آسکتا جب تک بانیٔ پاکستان کا ذکر نہ ہو تو پھر دین اسلام کا تعارف بھی بچوں کو، بڑوں کو اس وقت تک صحیح نہیں ہوگا جب تک خدا کا دین لانے والوں کا تعارف نہیں ہوگا؟

تو دین حضور علیہ السلام پر نازل

"صحابہ میں سے صرف امیر معاویہؓ نے چالیس ۴۰ سال حکومت کی"

ہوا لیکن دنیا کے کونے کونے میں اُسے لے کر کون گیا؟ صحابہ گئے۔ امیر معاویہ پیدا مکہ میں ہوئے۔ جوانی کی عمر اٹھائیس ۲۸، انتیس ۲۹، تیس ۳۰ سال کی عمر یہ مکہ اور مدینہ منورہ میں گزارے۔ اس کے بعد پھر اناسی ۷۹ برس کی عمر تک انتالیس ۳۹ برس وہ شام میں رہے اور شام میں بیٹھ کر آدھا یورپ مسلمان کیا۔ آدھا افریقہ فتح کیا۔ یورپ کے دس ملکوں کو فتح کر کے اسلام کا جھنڈا گاڑا۔ قسطنطنیہ کے دروازوں پر حملے کئے اس کا محاصرہ

کیا اور وہاں بیٹھ کر پھر ہندوستان کی سرحدوں تک حکومت چلائی۔ بات سمجھ میں آگئی آپ کو؟ اور یہ خدمت کس نے انجام دی؟ ایک گورنر نے۔ بیس برس گورنری کی اور ساڑھے انیس برس بیٹھ کر حکومت کی۔ پونے چالیس برس حکومت کی ہے۔ صحابہ میں کوئی امیرِ معاویہ کے سوا ایسا نہیں کہ جس نے گورنری اور خلافت کی حکومت مشترکہ طور پر چالیس برس کی ہو سوائے امیرِ معاویہ کے، ہاں بعد میں عباسی خلیفوں میں المتوکل ایسا گذرا ہے جس نے چالیس برس حکومت کی یا ہندوستان میں عالمگیر مرحوم تھے جنہوں نے غالباً اکتالیس برس حکومت کی۔ چند آدمی تاریخِ اسلام میں ایسے آتے ہیں جنہوں نے اتنی لمبی حکومت کی ہو۔ لیکن ان کی حکومت چاہے سو سال بھی رہے ہمارے لئے اتنی مفید نہیں۔ ایک صحابی کی حکومت، ایک صحابی کا اقتدار، ایک صحابی کی تبلیغ، ایک صحابی کی جو دنیا میں خدمات ہیں وہ ہمارے لئے دین کا پیغام ہیں۔ اورنگ زیب عالمگیر ہوتا نہ ہوتا اسلام میں کوئی فرق نہ پڑتا، شہاب الدین غوری آتا نہ آتا اسلام کا کچھ نہ بگڑتا لیکن اگر صحابی نہ ہوتا تو وہاں پر کفر ہی کفر ہوتا اسلام نہ آتا۔ ملک شام میں حضرت معاویہ سے پہلے ان کے بڑے بھائی گئے۔ حضرت صدیق اکبر نے انہیں وہاں بھیجا۔ دو سال کے بعد ان کا طاعون کی بیماری میں انتقال ہوگیا۔ وہاں دو طاعون پڑے۔ طاعون جارف اور طاعون عمواس۔ تاریخ میں لکھا ہے کہ صحابہ کرام جنگوں میں اتنے شہید نہیں ہوئے جتنے ان دو طاعون کی بیماریوں میں وفات پائی۔ پچیس ہزار صحابہ طاعون کی ان دو بیماریوں میں فوت ہو گئے۔ رسول اللہ کی ساری زندگی کا خلاصہ جو تھا، وہ صحابہ کرام تھے۔ فاروقِ اعظم خود مدینہ سے چل کر شام میں آگئے۔ اتنی گھبراہٹ طاری ہوئی، پورے ملک میں کہرام مچ گیا۔ بڑے بڑے جلیل القدر بزرگ حضرت ابو عبیدہ بن جراح، حضرت معاذ ابن جبل، حضرت شرجیل ابن حسنہ حضرت خالد بن ولید (رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین) بڑے بڑے بزرگ، وہ لوگ جن کا منہ دیکھنے کے لئے دنیا آتی تھی، وہ سب کے سب اس طاعون میں وفات پا گئے۔ پھر تھرڈ پارٹی، تیسرے درجہ کے وہ بزرگ صحابہ جو بالکل آغازِ جوانی میں تھے پھر انہیں آگے آنے کا موقع ملا۔ عبداللہ ابن عمر، عبداللہ ابن زبیر، عبداللہ ابن عمرو، عبداللہ ابن عباس۔ یہ پارٹی پھر آئی یہ اُس وقت میں بچے تھے جب وہ صحابہ جوان تھے۔ جب وہ بڑھاپے اور کہولت کی منزل کو گئے تو یہ جوانی کی منزل میں پہنچ گئے۔ پھر جب یہ بوڑھے ہوئے تو تابعین تبع تابعین آچکے تھے۔ بنو اُمیہ کا دور شروع ہو چکا تھا۔ تو خدمات صحابہ کی ہیں۔ بات سمجھ میں آئی۔؟

پہلی مثال:

ہمیشہ کسی چیز کو سمجھنے کے لئے اُس کے بانی کی تعریف ضروری ہے۔ اصل آدمی جب تک معلوم نہ ہو وہ کہتے ہیں جی فلانا آدمی شیخ ہے کہ جی آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ وہ شیخ ہے؟ کہنے لگے "جی وہ کہتا ہے میرا نام شیخ غلام محمد ہے" کہنے لگے "جی یہ تو کوئی دلیل نہیں"۔ بتاؤ وہ شیخوں میں کھوجوں کی کس گوت میں ہے؟ وہ مسلمان ہوا ہے۔ شیخ تو لقب ہے۔ وہ کس برادری سے ہے؟ پہلے کھتری تھا، چھتری تھا، شودر تھا، برہمن تھا۔ کون تھا؟ کیونکہ انہی قوموں کے لوگ مسلمان ہوئے شاہجہان کے زمانہ میں، اورنگ زیب عالمگیر کے زمانہ میں، محمد شاہ رنگیلا کے زمانہ میں، بہادر شاہ ظفر کے زمانہ میں یا کسی ولی اللہ کے ہاتھوں پر انہوں نے توبہ کی، یہ مسلمان بنے، مسلمانوں نے عزت کی وجہ سے

نقب شیخ کیا۔ اندر سے یا وہ کھتری ہے یا چھتری ہے یا شودر ہے یا برہمن ہے یا مرہٹا ہے۔ تو آپ پوچھیں گے نا ؟ کہنے لگا "اس کا نام شیخ غلام محمد ہے"۔ کہا "ہم نہیں جانتے۔ بتاؤ اس کا دادا پردادا کون ہے ؟ کون سی پشت مسلمان ہوئی تھی ؟ وہاں سے تعارف حاصل ہو جائے گا تو ہر چیز کی بنیاد کو سمجھنے سے اس کا صحیح تعارف آئے گا۔

دوسری مثال: آپ کہتے ہیں جی فلانا آدمی مسلمان ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ "جی ! کیسا مسلمان ہے ؟" کہ جی کلمہ پڑھتا ہے۔ کلمہ تو یہودی بھی پڑھتے ہیں۔ یہ کوئی جواب ہے ؟ کہ نہیں جی وہ مسلمانوں والا کلمہ پڑھتا ہے۔ میں نے کہا وہ تو خارجی بھی پڑھتے ہیں کہ نہیں جی وہ تو پکا مسلمان ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ وہ تو رافضی بھی پڑھتے ہیں۔ کہ جناب آپ عجیب بات کرتے ہیں۔ وہ تو کلمہ پڑھتا ہے۔ میں کہتا ہوں۔ "نہیں کلمہ کون سا پڑھتا ہے" ؟ اگر کلمہ صحابہ والا پڑھتا ہے تو مسلمان ہے اگر کوئی اپنے باپ کا بنایا ہوا پڑھتا ہے تو دوزخ میں جائے۔ ہماری جوتیوں کو بھی اس کی پرواہ نہیں۔ اصل تعارف بتاؤ کہ وہ ہے کون ؟ اس کی نسلِ روحانی چلتی کہاں سے ہے ؟ ہر ایک چیز کی نسل چلتی ہے۔

تیسری مثال: خانیوال ریئت کا ایک ٹیلا تھا۔ جلتا بھنتا مرتا ہوا ایک علاقہ۔ کوئی شخص لکھنؤ گیا وہاں سے خربوزے لایا۔ وہ اس ریگستان میں اس نے دفن کئے۔ لکھنؤ کے خربوزوں کی نسل آج تک خانیوال میں موجود ہے اب کوئی شخص لکھنؤ کا اگر کہے کہ صاحب یہ خربوزے یہاں کیسے ؟ کہا کہ صاحب دیکھ لیجئے۔ وہ کہے کہ ملتان کے ضلع میں لکھنؤ کے خربوزے ؟ کمال کر دیا قبلہ آپ نے۔ انہوں نے کہا "نہیں ! قبلہ ہمیں میں سے ایک آدمی آپ کے لکھنؤ میں گیا تھا اور وہاں سے لایا تھا"۔ اس نے کہا "ہاں اب بات بنی نا"۔ یہی تو میں سوچتا تھا کہ یا تو حرامی نسل ہے یا جعلی ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا۔ اب سمجھ میں آیا کہ خربوزہ لکھنؤ کا ہے۔ کوئی یہاں سے لے گیا تھا، لے کر آیا اور وہ اس نے یہاں بوئے۔ اب وہ نسل ہے جو خانیوال میں لکھنؤ کے خربوزوں کی نسل چل رہی ہے۔ بات سمجھ میں آئی ؟

ہر چیز اپنی اصل سے، جدِ پشت سے پہچانی جاتی ہے تو ہم مسلمان ہیں اور اگر ہم کو اپنا اسلام سمجھنا ہے اور پہچاننا ہے تو ہمیں صحابۂ کرام کے ساتھ اپنا شجرہ بتانا ہوگا کہ ہم کس کو مانتے ہیں ؟ کیا ہم خارجیوں کو مانتے ہیں ؟ کیا ہم رافضیوں کو مانتے ہیں ؟ کیا یہودیوں والا ہمارا مذہب ہے ؟ اگر ہم مسلمان ہیں تو ہم کو بتانا پڑے گا کہ ہم ابوبکرؓ والا اسلام مانتے ہیں ؟ عمرؓ والا اسلام مانتے ہیں ؟ عثمانؓ و علیؓ والا اسلام مانتے ہیں ؟ حسنؓ و حسینؓ والا اسلام ؟ معاویہؓ والا اسلام ؟ خالدؓ والا اسلام ؟ شرجیلؓ والا اسلام ؟ عبدالرحمٰن بن عوفؓ والا اسلام ؟ سعد ابن ابی وقاصؓ والا اسلام ؟ ابو عبیدہ ابن جراحؓ والا اسلام ؟ عبادہ بن صامتؓ والا اسلام ؟ سعید بن زیدؓ والا اسلام ؟ سمجھ آئی ؟ ہم یہ بتائیں گے عبداللہ ابن زبیرؓ والا اسلام ؟ زبیر ابن عوامؓ والا اسلام ؟ طلحہ بن عبیداللہؓ والا اسلام ؟ بتانا ہوگا کہ کونسا اسلام ؟ ہمیں بتانا ہوگا کہ معاویہؓ والا اسلام ؟ ان کے چچازاد بھائی مروان بن حکمؓ والا اسلام ؟ ان کے چچا حکمؓ والا اسلام ؟ جب وہ توبہ کر کے مسلمان ہو گئے۔

اور حضور نے انہیں معافی دے دی۔ اب اُن کا بھی اسلام مُعتبر ہے۔ جب تک کافر تھے ہمیں کوئی پرواہ

"مُروان بن حکم" نہیں تھی، جب حضور کے دامن میں پناہ مل گئی، آپ نے مُعاف فرما دیا۔ اب اگر کوئی بکتا ہے بکے، سڑتا

ہے سڑے، جہنم میں جائے ہمیں کیا؟ ہمیں تو حضور کی معافی کے بعد یقین ہوگیا کہ اللہ نے معاف کر دیا کیونکہ پیغمبر کی زبان سے غلط

بات نہیں نکلتی جب پیغمبر نے فرما دیا فتح مکّہ کے دن۔ اِذْهَبُوْا أَنْتُمُ ٱلطُّلَقَآءُ جاؤ میں نے تمہیں معاف کیا۔ وَأَقُوْلُ

لَكُمْ كَمَا قَالَ يُوْسُفُ لِإِخْوَتِهٖ اور تمہیں آج وہی کچھ کہتا ہوں جو یوسف نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا لَا تَثْرِيْبَ

عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ قیامت تک اب تم کو میرے بعد کوئی پکڑ نہیں ہوگی۔ میں نے معاف کر دیا۔ رسول اللہ کے اس فرمانے

کے بعد سمجھ لو اور یقین کر لو کہ اللہ نے معاف کر دیا۔ کیوں؟ اگر اللہ کو معافی منظور نہ ہوتی تو اُس وقت میں جبرئیل آجاتے

کہ خبردار آگے آپ کو معاف کرنے کی اجازت نہیں۔ آپ اس میں سے آدمی چُنیں کہ کس کس کو معاف کرنا ہے؟ باقی کو ہم

جانیں۔ لیکن نہیں۔ اللہ میاں چپ رہے۔ پیغمبر کی بات پر خاموشی رہی۔ جبرئیل نہیں آئے۔ آخر دم تک اس نے بتا دیا کہ

ڈیڑھ لاکھ صحابۂ کرام جنہوں نے فتح مکّہ کے دن اور حجۃ الوداع کے دن مل کر دونوں نے اسلام کی تبلیغ کی اور حضور کی سچائی

کی گواہی دی تھی اللہ اُن سب کے اسلام کا گواہ ہے اور اللہ اُن سب کو مسلمان مانتا ہے اور اگر ہم میں سے اب کوئی نہیں

مانے گا تو وہ خود جہنّم میں جائے گا۔ اللہ اور اس کے رسول کا کچھ نہیں بگڑتا۔ تو بات سمجھ میں آگئی؟ تو اپنی جد کو یاد کرنا چاہیئے

اپنی اصل کو یاد کرنا چاہیئے۔ اپنی جڑ کو اپنی اصل جہاں سے کام چلا ہے۔ وہاں سے نسل کو نسب کو یاد رکھنا چاہیئے۔ امیر معاویہ

ہوں یا کوئی اور صحابی، میں آپ کو ایک بات بتا دوں اور اسی پر میں ختم کر دوں گا۔ میں زیادہ نہیں بٹھاؤں گا کیونکہ جمعہ کا دن ہے

نہانا ہوتا ہے اور جمعہ کی تیاری کرنا ہوتی ہے۔ میں تو مسافر ہوں جمعہ مجھ پر فرض بھی نہیں ہے لیکن پھر بھی نماز تو پڑھنی ہے آپ لوگ تو

یہیں رہتے ہیں۔ میں تو مسافر ہوں۔ مسافر پہ جمعہ فرض نہیں، قیدی پر فرض نہیں، بوڑھے پر فرض نہیں لیکن پڑھتے تو ہیں نا وہ بھی؟

کہتے ہیں کہ چلو جی جمعہ کا دن ہے، برکت والا دن ہے۔ اگر دو رکعت پڑھ لیں گے تو ہمارا کیا گھس جائے گا؟ ثواب ہی

مل جائے گا۔ بہرحال نماز تو ٹوٹی پھوٹی میں بھی پڑھتا ہوں، نمازی نہیں ہوں۔ نمازیوں کے ساتھ مشابہت رکھنے کی کوشش کرتا

ہوں۔ میں بس بنیادی بات آپ کو بتا دوں اس پر پھر ختم کر دوں گا۔

یاد رکھئے آپ کو کوئی نہ کوئی شخص ملے گا۔ کوئی دکاندار، کوئی مسافر، کوئی راہ گیر، کوئی گاہک، کوئی دوست،

"ایک سُوال": کوئی رشتہ دار، کوئی تاجر، کوئی اخبار نویس، کوئی شاعر، کوئی مولوی، کوئی ذاکر، کوئی واعظ، کوئی خطیب، ایک

وسوسہ وہ آپ کو چھوڑے گا۔ بس اسی ایک پوائنٹ (POINT) پر میں بات ختم کر دوں گا۔ وہ کہے گا "جناب! یہ بات

تو سب تسلیم ہے کہ صحابۂ رسول تو سب تھے لیکن ہم مسلسل یہ سن رہے ہیں اور پڑھ رہے ہیں کہ یہ آپس میں بھی لڑے تھے۔ آپ

کو جواب دیئے بغیر چارہ نہیں۔ اگر آپ یہ کہیں کہ بالکل غلط ہے۔ وہ کبھی نہیں لڑے تھے، یہ جھوٹ ہے اور اگر آپ کہیں کہ ہاں

جناب! یہ تو ہم نے بھی سنا ہے کہ وہ لڑے تھے، تو وہ پھر بولے گا دوسرے وقت میں، دوسرا سوال یہ کرے گا کہ آپ جانتے

ہیں کہ جب لڑائی ہوتی ہے، عقل، نقل، دلیل، واقعات کے مطابق فطرتی فیصلہ قدرتی نتیجہ یہ ہے کہ ان میں سے ایک سچا ہوگا، ایک جھوٹا ہوگا، آپ کہیں یہ بات کریں، یہ سُوال سب سے پہلے سر پر آئیگا۔ جو دانا آدمی ہے۔ پنجابی کہتے ہیں "بڑی خطرناک تھاں تے اَیرا رکھدا اے" اب عام آدمی اس چکر میں پھنسا اور گیا۔ میں آپ کو اس خطرناکی پہ مطلع کرتا ہوں آگاہ کرتا ہوں کہ وہ خطرناک سے خطرناک اعتراض میں خود بیان کرتا ہوں کہ اس کو اچھی طرح سمجھ ہو تا کہ جواب دینے میں آسانی ہو۔ سب سے بڑا اگر اعتراض آئے گا کوئی جب ہر طرف سے ہار جائے گا شیطان، عاجز ہو جائے گا، تھتھنی اس کی سوج جائے گی، دانت اس کے ٹوٹ جائیں گے۔ منہ اُس کا سوج جائے گا جوتے کھا کھا کر تو آخری اعتراض ابلیس یہ سکھائے گا کہ اچھا جی! یہ تو آپ مانتے ہیں کہ نہیں کہ وہ آپس میں لڑے تھے؟ مان لیا اُن میں سے کوئی صدیق تھا کوئی فاروق تھا، کوئی معاویہ حلیمؓ الجواد تھا، کوئی کچھ تھا، یہ بتائیے کہ لڑے ہیں یا نہیں؟ آپ کے پاس چارہ نہیں آپ کہیں گے کہ ہاں جی لڑے تو تھے وہ کہے گا کہ جب لڑے تھے تو بتاؤ دنیا میں کبھی ایسا ہوا ہے کہ دونوں لڑنے والے سچے ہوں؟ تو پھر لڑائی کس چیز کی؟ یہ سب سے بڑا وزنی اعتراض آئے گا اول بھی اور آخر بھی۔

آپ بطور مسلمان کے یاد رکھیں، بطور عقل کے بھی یاد رکھیں۔ فوراً جواب دیں اور اس بات کو یاد کریں نوٹ کریں، دل کے دماغ کے صفحہ پر نوٹ کرلیں اس پوائنٹ پر نہ آپ وعظ سنتے ہیں نہ آپ کا مولوی بولتا ہے، نہ آپ کا واعظ بولتا ہے، نہ آپ کا خطیب بولتا ہے اور ذاکر تو یہ بیان کر ہی نہیں سکتا۔ اس کی تو ماں مرجائے گی اگر وہ خود یہ بیان کردے اُن کا تو سارا مذہب دھڑام سے نیچے آگریگا۔ آپ جواب دیں۔

کہ ہاں آج تک دنیا میں جتنی بھی اور جماعتیں ہیں، ہابیل قابیل سے لے کر قیامت تک، نبیوں کے ساتھیوں کو چھوڑ کر میرے لفظ یاد کریں۔ ہر دور کے ہر نبی کے ساتھیوں کو چھوڑ کر، دنیا میں جتنی بھی پارٹیاں کبھی لڑی ہیں یا آئندہ لڑیں گی، یہ بات بالکل سچ اور برحق ہے کہ اُن میں سے ایک سچا ہوگا اور ایک جھوٹا ہوگا لیکن ہم صحابہ کو بھی ایسا ہی کہہ دیتے، ہم صحابہ کو بھی بالکل یہی کچھ کہہ دیتے، ہمیں اللہ نے منع کردیا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمادیا۔ ہم بالکل یہ کہنا چاہتے تھے کہ ان میں سے یا یہ سچا ہے یا وہ سچا ہے، یا معاویہ سچا ہے یا علی سچا ہے؟ یا ابوبکر سچا ہے یا عمر سچا ہے؟ ہم یوں کہہ دیتے، ہمیں کوئی رکاوٹ نہیں تھی لیکن اللہ میاں نے ہمیں خود روک دیا۔ رسول اللہ نے ہمیں خود روک دیا انہوں نے فرمایا کہ یاد رکھو دنیا میں ہر پارٹی میں دو دھڑے ہوں گے اور اُن میں سے ایک سچا ہوگا ایک جھوٹا ہوگا سوائے میرے دوستوں کے۔ جی ہو دنیا کی ہر پارٹی میں یا یہ سچا ہوگا یا وہ سچا ہوگا۔ ایک جھوٹا ایک سچا لازمی ہوگا لیکن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں میں سے ایک جماعت کمزور تو ہوسکتی ہے۔ ایک جماعت تھوڑی سی تو ہوسکتی ہے لیکن جھوٹا ان میں سے ایک بھی نہیں ہوگا۔ یہ میں نہیں کہتا آپ کہیں گے کہ جی یہ کہاں آیا ہے؟ آپ کو میں سارا قرآن چھوڑتا ہوں۔

ایک اتنی سی آیت بتاتا ہوں چھبیسواں ۲۶

"سورۃ الحجرات" کا نزول اور آدابِ تعظیمِ نبوۃ کی تعلیم

پارہ کھول لیں، سورۂ حجرات کھول لیں۔ تیسرا پاؤ شروع ہے، سورۂ حجرات اس لئے نازل ہوئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چند بدو دیہاتی صحابہ کی گفتگو کی وجہ سے کچھ تکلیف پہنچی۔ آپ دوپہر کو

اپنے حجرہ میں آرام فرما تھے تو بنو تمیم قبیلہ کے کچھ دیہاتی لوگ دیہات سے آئے۔ وہ بے چارے ادب سے آشنا نہیں تھے۔ طریق کار اُن کو معلوم نہیں تھا۔ نبی کی شان سے اچھی طرح وہ ابھی واقف نہیں تھے۔ نئے نئے مسلمان ہوئے تھے۔ انہوں نے آکر زور سے دروازہ کھٹکھٹایا۔ دھڑ دھڑ کیا۔ ایک پَٹ تھا کل دروازے کا جو بند رہتا تھا اور آدھا پَٹ کھلا تھا۔ پردے کی خاطر جب پردہ کی آیتیں آئیں تو اُس پر کمبل ڈال دیا جاتا تھا کہ حضور کو یا ام المومنین کو اندر بیٹھے ہوئے بغیر پردہ کے کوئی بے حجاب دیکھ نہ سکے۔ یہ تھا حجرۂ مطہرہ کا حال تو اس ایک دروازہ کو بھی دھڑ دھڑایا زور سے اور یہیں پر بس نہیں کی۔ بے باکی کے ساتھ بے تکلفی کے ساتھ۔ جویں پینڈو آندے اَن۔ آ مولوی۔ او باہر نکل کے پوچھدا اے کی گل۔ اخے مولوی صاحب سلام علیکم۔ پہلے اس کو آ مولبی کہہ لیں گے پھر جب گفتگو کریں گے تو کہیں گے مولوی صاحب تو جو ہویاں اے مولبی۔ نالے "صاحب" نالے "توں" جوں ہویاں آئے مولبی ہیں ہویا۔ پینڈو وسنیوں کا کائی شئے سمجھ نہیں آئی۔ ایس لئی میں تینوں آکے تکلیف دتی اے۔ مولوی صاحب! تم جو ہوئے مولوی صاحب! تم جو ہوئے مولوی۔ ایک طرف "صاحب" ایک طرف "تم"۔ جو ہوئے مولوی میں ہوا دیہاتی مجھے کوئی چیز سمجھ نہیں آئی۔ اس لئے میں نے تمہیں تکلیف دی ہے۔ مولوی صاحب بھی اور "توں" بھی۔ بالکل بے چاروں کا یہی حال تھا۔ دروازے کو زور سے مکّا بھی مارا۔ جب حضور باہر تشریف لائے تو آپ کے چہرہ پر کچھ ناگواری تھی۔ رنگت بدلی تھی کہ اب بے وقت؟ اب اُٹھ کے آیا ہوں مسجد سے صبح کی محفل تھی۔ دو گھنٹے چار گھنٹے ہو بھی ہو، پیغمبر کو صرف نبی ہونے کی ڈیوٹی کا اتنا بوجھ ہے کہ کوئی اور ہوتا تو مرجاتا۔ نبوت کا بوجھ جو ہے، نبوت کا بوجھ اتنا ہے کہ کوئی اور آدمی اٹھا نہیں سکتا۔ حضور کو تو ایک دفعہ وحی نازل ہونے کے بعد جو ضعف اور کمزوری آسکتی ہے، بڑے سے بڑے قطب، غوث، ابوبکر صدیق پر بھی اگر وہ بوجھ ڈال دیا جائے تو اُن کی جان نکل جائے۔ بارہا یہ واقعہ ہوا ہے کہ جب وحی اترنے لگی ہے تو پھر کوئی چیز آپ کے بوجھ کو برداشت نہیں کر سکی۔ آپ کا دل، آپ کا دماغ، آپ کا جسم اسی بوجھ سے اتنا متاثر ہو سکتا تھا کہ آپ کوئی کام بھی نہ کریں بظاہر دنیا کے حساب سے بظاہر معاذ اللہ بیکار بیٹھے رہیں۔ آپ کا وہ بظاہر بیکار بیٹھنا بھی دنیا کی ساری مصروفیت سے زیادہ وزنی ہے۔ لیکن اس کے باوجود بہرحال آپ سارے کام انجام دیتے تھے۔ تو آپ کو یہ ناگوار گذرا کہ بے وقت ہے، آرام کا وقت ہے، دوپہر ہے، پھر بلاتے کس طرح ہیں؟ نہ ادب ہے نہ کوئی لقب ہے۔ انہوں نے آکر کہا۔ "یا مُحَمَّدُ (صلی اللہ علیہ وسلم) اُخْرُجْ اِلَيْنَا اے محمد باہر ہماری طرف آئیے) آپ نے اُن کی بات بھی سنی، جواب بھی دے دیا، اُن کو جھڑکا بھی کچھ نہیں، اُن کو سخت بھی کچھ نہیں کہا لیکن دل اور دماغ پر بوجھ تھا۔ بس یہ بوجھ لے کر اندر گئے تو سورۃ اُتر آئی کہ تم تو بولو گے نہیں، میں بولتا ہوں۔ ان بے چاروں کو بتانے والا کون ہے؟ تم تو شرم کرو گے کہ میرے اُمتی ہیں یہ۔ یہ بھاگ نہ جائیں کہیں، مجھے تو شرم نہیں، میری تو یہ مخلوق ہے۔ آج تم چپ رہو گے، کل کو تمہارا دروازہ کھول کر اندر آجائیں گے۔ ان کو معلوم نہیں ادب کیا ہے نبی کا؟ پوری سورۃ آگئی، رکوع آگیا۔

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا
بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ

اے ایمان والو! نبی کے سامنے زیادہ بڑھ چڑھ کر آگے
ہونے کی کوشش نہ کرو۔ اس کی محفل میں سب

إِنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ ۔ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ، أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ۝

(پ ۲۶ ۔ س الحجرات)

سے آگے بیٹھنے کی کوشش نہ کرو اور جب نبی سے بات کرنی ہو تو نبی کی آواز سے زیادہ اونچی آواز مت نکالو اور نہ نبی کو عام الفاظ سے بلاؤ جیسے تم ایک دوسرے کو بلاتے ہو ورنہ تمہارے اعمال برباد ہو جائیں گے اور تم بے خبری میں مارے جاؤ گے۔

یوں نہ معلوم ہو کہ ایک بے تکلف ساتھی سے بول رہے ہو۔ بلکہ آواز پست کر کے، لہجہ نرم کر کے، گردن نیچی کر کے اتنے ادب سے بولو، لوگ سمجھیں کہ سردار اور خادم آپس میں بول رہے ہیں، بیٹا اور باپ آپس میں بول رہے ہیں، یوں سمجھ میں آئے یہ سورۃ نازل ہوئی اور جن ساتھیوں کی وجہ سے ایسا ہوا تھا ان کو بھی فرما دیا گیا کہ ان کو معلوم نہیں

إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِنْ وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ۝

اے نبی بلاشک جو لوگ آپ کو حجرات کے باہر سے آوازیں دیتے ہیں اُن کے اکثر بے عقل اور بے شعور ہیں۔

غم نہ کرنا غصہ نہ منانا ان بے چاروں کو عقل نہیں ہے۔ یہ اتنی ہی عقل کے مالک تھے جو انہوں نے آ کر ظاہر کر دی۔

وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتّٰى تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۔

اور اگر وہ ذرا صبر کرتے یہاں تک کہ آپ خود اپنے وقت پر اُن کے پاس آجاتے تو اُن کے لئے بہتر ہوتا۔

اگر یہ ظہر کی نماز کا انتظار کرتے، اذان ہوتی، صفیں بندھتیں، آپ خود تشریف لے جاتے، پھر یہ بڑے طریقہ کے ساتھ قانون کے مطابق ملاقات کرتے، ان کے لئے بھی بہتری ہوتی آپ کے لئے بھی آسانی ہوتی، ان کو معلوم نہیں ہے کہ آدابِ نبوت کیا ہیں؟ یہ تو دنیا کے رئیس کو لوگ ملنے جائیں تو اس کی ہر بات کا لحاظ کرتے ہیں۔ چونکہ آپ رحمۃ للعالمین ہیں شفیق ہیں مہربان ہیں۔ آپ کی نرمی کی وجہ سے جو آتا ہے، مسجد میں بھی آپ کو لے کر کے کھڑا ہو جاتا ہے۔ بازار میں چلتی ہوئی بڑھیا نے آپ کو پکڑ لیا تو وہیں پر کھڑے ہو کر دیر تک اُس کی باتیں سنتے رہے؟

توراۃ اور انجیل میں آپ کی نشانیاں: کیونکہ آپ کی نشانی توراۃ اور انجیل میں یہ آئی تھی کہ یُحِلُّہٗ السُّوَالُ کہ کوئی کتنا مانگے، پیسہ مانگے، نقد مانگے، کپڑا مانگے، غلہ مانگے، اناج مانگے، جانور مانگے، زمین مانگے اور آپ سے کوئی مسئلہ پوچھے، ایک پوچھے سو پوچھے آپ تنگ نہیں ہوں گے۔ یہ نشانی حضور کی سچائی کی پچھلی کتابوں میں آئی تھی۔ چنانچہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ یہودیوں کے استاد تھے، بہت بڑے شیخ الحدیث

تھے ۔ بہت بڑے مفسر تھے، توراۃ پڑھاتے تھے۔ یہودی علماء میں سے تھے۔ مدینہ منورہ سے باہر اُن کا مدرسہ تھا جس کا
نام "بیتُ المِدْراس" تھا۔ وہ آئے اور توراۃ اُن کے ہاتھ میں تھی اور حضور کو وہ لے کر کے ایک آدمی آگے بھیج کر سُوال کرایا اور
خود دروازہ کے پیچھے کھڑے ہو گئے اور اپنا ایک ساتھی اندر بھیج دیا۔ وہ سوال کرتا جاتا تھا حضور جواب دیتے تھے اور عبداللہ ابن
سلام دروازہ کے پیچھے سے اپنے ہاتھوں کی لکھی ہوئی توراۃ کو پڑھتے جاتے تھے۔ اس میں نشانیاں لکھی ہوئی تھیں کہ اس کا
چہرہ ایسا ہوگا، اس کی چھاتی ۔ بالکل یہاں تک لکھا ہُوا تھا کہ اُس کی چھاتی پر بال زیادہ ہوں گے، اس کی ایک لمبی لہر ہوگی اس کے سینے
کا دور بڑا ہوگا اس کے پاؤں کی ہتھیلیاں اُٹھی ہوئی ہوں گی۔ اُس کے ناک کا بانسا لمبا ہوگا اُس کے ہاتھ کی ہتھیلیاں چوڑی اور نرم ہوں
گی اس کا رنگ نہ اتنا گورا ہوگا کہ آنکھیں چندھیا جائیں نہ ایسا گندمی ہوگا کہ لوگ اُسے سانولا کہیں۔ چمکتا ہوا دودھیا رنگ ہوگا یہ
نشانیاں لکھی تھیں۔ اس کی زلفیں ہوں گی۔ اس کے شانے چوڑے ہوں گے۔ بائیں طرف مُہرِ نبوۃ ہوگی۔ ابراہیم علیہ السلام سے حلیہ
ملتا ہوا ہوگا۔ آنکھوں میں سرخ ڈورے ہوں گے۔ سرمہ نہیں لگا ہوا ہوگا لیکن لوگ سمجھیں گے سرمہ لگایا ہوا ہے قدرتی آنکھیں سرمگیں
ہوں گی۔ یہ سب نشانیاں لکھی ہوئی تھیں اور یہ بھی بتایا تھا کہ وہ سخی ہوگا جو بھی مانگے گا وہ لوگوں کو دے گا اور جتنا اُس سے پوچھا جائے گا
دین کے بارہ میں اُس کو تنگ دل کبھی نہیں ہوگی تو حضرت عبداللہ بن سلام پیچھے سنتے رہے اس یہودی نے جو کچھ نہ کہنا تھا وہ بھی کہہ
دیا۔ حضور خاموش ہو گئے، آنکھیں جھکالیں اور چپ چاپ بیٹھے رہے اور کتنی دیر گذر گئی آخر عبداللہ بن سلام سے صبر نہیں ہوا
دروازہ کھول کر پیچھے سے آکر کہنے لگے اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ!
میں صرف اس انتظار میں تھا۔ میں نے سب نشانیاں پکی پالیں۔ میں دیکھتا رہا ہوں آج تک۔ خاندان آپ کا وہی
ہے جو توراۃ میں لکھا ہے، حلیہ آپ کا وہی ہے۔ دادے آپ کے وہی ہیں۔ مشابہت آپ کی پوری موجود ہے۔ ابراہیم کی
نسل سے آپ ہیں۔ جو باتیں لکھی ہیں وہ سب پوری ہو رہی ہیں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ جو ایک دفعہ اُس کا کلمہ پڑھ لے گا وہ مرتد نہیں ہوگا
جلدی سے (اِلّا یہ کہ کوئی ازلی بدبخت یا منافق؟) یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ لوگ جتنے بھی اُس کے ساتھ آئیں گے۔ اکثر غرباء میں سے ہوں گے
اور یہ بھی لکھا ہے کہ جوں جوں اُس کے ساتھیوں کو مار پڑے گی، اُس کا حلقہ اثر زیادہ وسیع ہوگا اُس کی قوم اور امت کم نہیں ہوگی اور
یہ بھی لکھا ہے کہ اُس کی سلطنت عرب کی حدود تک پھیل جائے گی۔ شام کی حدود تک چلی جائے گی۔ سب کی نشانیاں پوری ہو گئی تھیں
آخری بات میں یہ دیکھنا چاہتا تھا آپ کے اخلاق میں سے کہ اگر ہم اُس کو زیادہ تنگ کریں گے تو وہ گالی تو نہیں دے گا۔ بس یہ مجھے
دیکھنا تھا۔ اگر آپ کوئی سخت لفظ آج کہہ دیتے۔ اتنا ہی فرما دیتے جاؤ دفع ہو جاؤ مجھے صبح سے تنگ کر دیا۔ جان میری کھالی۔ تو میں
سمجھتا کہ آپ نبی نہیں جب آپ اس پر بھی چپ ہو گئے کہ میرا بھیجا ہوا آدمی گھنٹوں سے آپ کو تنگ کر رہا ہے اور آپ نے ایک لفظ
بھی اُس کو نہیں فرمایا کہ تم خدا کے لئے مجھ پر رحم کرو۔ میں صبح سے بیٹھا ہوں چاہے گھر میں بیٹھا ہوں تو میں نے یقین کر لیا کہ اب حق کو
چھپانا دوزخ میں جانے کے برابر ہے۔ اب مجھ سے برداشت نہیں ہوا۔ یہ میرے پاس توراۃ ہے اور یہ حلیہ اور آپ کی نشانیاں
لکھی ہیں۔ آج کے بعد میں گواہی دیتا ہوں کہ موسیٰ اپنے وقت میں سچے تھے۔ عیسیٰ اپنے وقت میں سچے نبی تھے۔ اُن کو اُس وقت نہ

نبی ماننا مزوری تھا۔ اب ہم ان کو بطور نبی کے عہدہ کے تو نہیں مانیں گے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ سے پہلے بھی سب نبی سچے تھے اور آپ کا قرآن سچا ہے اور آپ سچے ہیں۔ عبداللہ بن سلام یہودی بزرگ یوں مسلمان صحابی ہوئے۔

تو آپ کی نشانیوں میں سے یہ نشانی تھی کہ آپ سؤال سے تنگ دل نہیں ہوتے اور یہ معمولی بات نہیں۔ آپ دکانداروں سے پوچھیں۔ دکاندار کہتے ہیں جی کہ "جو گاہک سے لڑ پڑا، وہ دکانداری کے قابل نہیں" اگر دکانداری بغیر صبر کے نہیں ہو سکتی تو نبوت کوئی مذاق ہے، خالہ جی کا گھر ہے کہ چل جائے گی؟ اس میں کافر بھی آئے گا۔ بدترین مرتد بھی آئے گا۔ علانیہ زانی بھی آئے گا۔ شرابی، ڈکیت، چور، قاتل، خائن، غاصب اور رشوت خور بھی آئے گا، دنیا کا ظالم سے ظالم بھی آئے گا سب کے ساتھ یوں بولنا پڑے گا جیسے اپنا عزیز ہو۔ ان کو متاثر کیسے کیا جائے گا؟ ایک دکان نہیں چلتی دکان دار اگر اچھے اخلاق سے نہ بولے "بھائی صاحب تشریف رکھیئے۔ بزرگ بیٹھیں، پانی پلاؤ بھئی، بزرگوں کو بنچ پر بٹھاؤ۔ بتائیں کیا حکم ہے؟ کیا چیز چاہیئے؟ وہ یوں منتیں کرتا ہے کہ اپنے باپ کی بھی نہیں کرتا۔ لوگ کہتے ہیں کہ یار تم بڑی خوشامد کرتے ہو۔ کہنے لگا جناب دکان چلانی ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ اس میں شرابی بدمعاش بھی ہیں، ظالم بھی ہیں، لیکن اگر ہم یوں نہیں کریں گے تو یہ ہماری دکان چھوڑ کر کسی اور جگہ چلا جائے گا۔ تو اگر دنیا کا کاروبار بغیر اخلاق کے اور شرافت کے چل نہیں سکتا تو ساری کائنات میں اللہ میاں کا کاروبار کیسے چلے گا بغیر اخلاق کے؟ اس کے لئے پتھر کا کلیجہ اور پہاڑ کا جگر چاہیئے تھا وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے عطا فرمایا تھا۔

تو فرماتے ہیں ۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا ۔ اگر یہ خود صبر کر جاتے ۔ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۔ آپ خود باہر تشریف لاتے۔ پھر یہ قانون اور آداب کے مطابق آپ سے ملاقات کرتے تو یہ ان کے لئے بہتر ہوتا اور آپ کے لئے بھی آسانی ہوتی لیکن یہ تو مجھے معلوم ہے کہ آپ تو شرم کے مارے بولیں گے نہیں۔ صحابہ کی روایت ہے۔ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيِيًّا سِتِّيْرًا کہ اللہ کے رسول اتنے حیادار تھے جس کا اندازہ کوئی نہیں۔ بے حد پردہ پوش تھے۔ دوسری روایت میں آتا ہے۔ كَانَ اَحْيٰى مِنَ الْعَذْرَاءِ فِیْ خِدْرِهَا حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی حیا اتنی تھی کہ یکدم آنکھیں اُٹھا کر کسی کی آنکھ میں آنکھ ڈال کر بات نہیں کرتے تھے۔ بات کوئی کرتا تھا۔ آپ کی آنکھیں شرم سے خود جھک جاتی تھیں۔ میں نے زندگی میں بہت کم آدمی ایسے دیکھے ہیں بعض علماء کو دیکھا کہ جب اُن کے چہرہ پر نظر کی، اُن کی آنکھیں نیچی ہو گئیں۔ یہ سنتِ رسول میں نے کہیں کہیں دیکھی۔ دو تین بزرگوں میں دیکھا۔ تو حضور کی عادت شریفہ تھی فطری۔ یہ جان بوجھ کر نہیں۔ فطرتی تھی کہ جہاں کوئی بات کرتے تھے صحابی وہ آپ کی آنکھوں میں آنکھ ڈالنے لگتے تھے، آپ کی آنکھیں خود بخود نیچی ہو جاتی تھیں۔ شرمیلے اتنے تھے تو صحابہ نے روایت کی ہے كَانَ اَحْيٰى مِنَ الْعَذْرَاءِ فِیْ خِدْرِهَا کہ کنواری بچی جس کو خاوند اور منگنی کے لفظ کا ابھی پتا نہ ہو، جیسے وہ اپنے ماں باپ کے پاس، اپنے گھر کی کوٹھڑی میں شرمیلی ہوتی ہے۔ حضور اُس سے بھی زیادہ شرمیلے تھے۔ یہ ترمذی وغیرہ کی روایت ہے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم اُس کنواری بیٹی سے جو گھر میں اپنے کمرے کے اندر بند بیٹھی ہو۔ پردوں کے اندر چادروں میں لپٹی ہوئی، اپنے غیر محرم ۔ نہیں ۔ محرم رشتہ داروں سے بھی شرم کرتی ہو۔ بعض ہوتی ہیں جو سامنے نہیں آتیں۔ وہ کہتی ہیں ٹھیک ہے کہ میرا اس سے کوئی پردہ تو نہیں ہے لیکن میری طبیعت نہیں چاہتی کہ میں اُن کے سامنے

جاؤں۔ ایسی شرمیلی بھی خاندانی لڑکیاں ہوتی ہیں۔ آج کل کی بات میں نہیں کرتا۔ اب تو جن کا کوئی رشتہ نہ ہو زیادہ دوستی اُس سے ہو جاتی ہے اور جن سے رشتہ ہو، اُن سے برقع پہن کر پردہ ہوتا ہے بازار میں بھی گھر میں بھی منہ لپیٹ کر انجے ودیں بیٹھوں چادر روٹیاں پکاواں چاہے کوواں پردہ تے خصم دے دوست نال دوستی اودے نال مہرہ کے شطرنج کھیڈ رہی اے اُس نے کہا کہ تمہارا اچا آیا ہے کہنے لگی کہ بھاڑ میں جائے۔ مجھے میری چادر دینا ذرہ لپیٹ کر میں روٹیاں پکالوں چھپا سے تو پردہ لیکن خاوند کے دوست کے ساتھ دوستی ہے۔ اُس کے ساتھ بیٹھ کر شطرنج کھیل رہی ہے۔ سمجھ آئی نا؟ ہاں۔ خدا کا عذاب آیا ہوا ہے نا بھئی؟ تو حضور علیہ السلام کی تو صفت یہ بیان کی گئی۔ تو آپ تو شرم کی وجہ سے کہنا کچھ نہیں چاہتے تھے۔ اللہ میاں سے صبر نہ ہو سکا انہوں نے کہا کہ تم آج نرم پڑ گئے تو یہ تو گھر کا دروازہ توڑ دیں گے۔ یہ تو آئیں گے ہر وقت ان کو تو آنا ہی آنا ہے۔ ضابطہ بناؤ ضابطہ؟ ضابطہ بن گیا کہ آئندہ سے کوئی شخص ان اوقات میں آکر حضور کا دروازہ نہیں کھٹکھٹائے گا۔ پہلی بات کوئی شخص آپ کی محفل میں آگے بڑھنے کی کوشش نہیں کرے گا۔ جن صحابہ کو جس جس جگہ پر حضور روز بٹھاتے ہیں، وہیں پر لوگ بیٹھیں گے۔ دوسرا کوئی آگے نہیں بڑھے گا۔ کسی کو خود حضور فرمائیں کہ تم آگے آجاؤ تو وہ آگے آئے گا۔ دوسری بات۔ تیسری بات یہ کہ کوئی شخص حضور کے سامنے اونچی آواز سے نہیں بولے گا۔ چوتھی بات۔ کوئی شخص اب "یا محمد" کہہ کر نہیں پکارے گا۔ یا رسول اللہ، یا نبی اللہ کہہ کر پکارے گا چنانچہ اس سورت کے اترنے کے بعد صحابہ کرام کی تو کیا مجال ہے؟ کسی شخص کو پھر جرأت نہیں ہوئی کہ پھر "یا محمد" کہہ کر بلائے سوائے کافروں کے۔ کافروں نے تو بلایا کیونکہ انہیں تو ابھی ادب نہیں آیا تھا۔ صحابہ کرام کی حالت پھر یہی تھی کہ جب بلاتے تھے "یا رسول اللہ" ! یا نبی اللہ" اے اللہ کے نبی، اے اللہ کے رسول، اس کے سوا کوئی نہیں بلاتا تھا اور تفسیروں میں آپ پڑھ لیجیے۔ تمام کتابوں میں لکھا ہوا ہے۔ اس آیت کے اترنے کے بعد حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ جن کا قد و قامت جن کا وجود (بہت نمایاں تھا) جن کی آواز پورے محلہ سے باہر نکل کر پونے میل تک چلی جاتی تھی، وہ فاروقِ اعظم حضور کی محفل میں اس طرح چپ بیٹھے ہوئے ہوتے تھے جیسے معصوم بچہ اور حدیث میں آتا ہے کہ ایک دفعہ کوئی بات ہوئی حضور نے کچھ فرمایا۔ حضرت عمر نے جواب دیا۔ تو حضور دو قدم کے فاصلہ پر حضرت عمر ابن خطاب کی بات سمجھ نہیں سکے۔ فرمایا۔ مَا سَمِعْتُ کہ بھئی! میں نے سنا نہیں۔ ذرا اونچی کہو۔ کون عمر؟ جن کی آواز ایک میل تک جایا کرتی تھی۔ پھر بولے۔ حضرت صدیق اکبر تو بولتے ہی نہیں تھے وہ تو۔ کَأَنَّہُمْ خُشُبٌ مِّنَ الْخَشَبِ جیسے لکڑی کا ستون ہوتا ہے۔ یوں ہو گئے۔ فاروق اعظم کی حالت یہ تھی کہ بولتے تھے تو اتنا کہ خود بہ مشکل سنتے تھے۔ وہ عمر ابن خطاب جن کی آواز کے دھڑکے سے لشکر ہل جاتے تھے۔ تو فرمایا "بھئی میں نے نہیں سمجھا"۔ تو تیسرے صحابی نے عرض کیا" یا رسول اللہ! عمر یوں فرماتے ہیں" تو فرمایا ہاں میں نے سنا۔ تو اب دیکھئے ایک بات اس میں سے نکلی۔ اگر یہ آہستہ بولنا تکلف ہوتا۔ آپ ذرہ غور کریں۔ اگر یہ آہستہ بولنا عمر ابن خطاب کا تکلف ہوتا؟ تصنع ہوتا؟ ریاکاری ہوتی، فراڈ ہوتا، مثال کے طور پر دھوکا ہوتا؟ یا خلاف ادب ہوتا تو حضور روک دیتے۔ فرماتے اونچی کیوں نہیں بولتے؟ پہلے بولتے تھے اب کیا ہے؟ تو وہ آگے سے جواب دیتے کہ یا رسول اللہ! آپ ہی نے تو آیت سنائی تھی؟ یہ مناظرہ کی

ضرورت پڑتی، معلوم ہوا کہ اللہ کے رسول کے نزدیک عمر کا اب آہستہ آہستہ بولنا ہی ضروری تھا کہ تمہاری آواز اب پاس بیٹھے ہوئے بھی مجھے نہ سنائی دے، یہ تو منظور ہے لیکن اتنی اونچی آواز کہ لوگ جس کو سنکر کے یہ سمجھیں کہ حضور علیہ السلام کے ساتھیوں کے یہاں اُن کا ادب ہی نہیں، یوں بولتے ہیں جیسے بچے کو بڑا ڈانٹتا ہے یہ برداشت نہیں۔ یہ برداشت ہے کہ جس عمر کی آواز محلہ سنتا تھا، آدھا مدینہ سنتا تھا، اُس کی آواز دو فٹ سے نہ سنی جائے یہ منظور ہے لیکن اُسی عمر کی آواز نبی کی محفل میں اتنی اونچی برداشت نہیں نہ خدا کو نہ خدا کے رسول کو کہ جن کے بولنے کی وجہ سے یہ سمجھا جائے کہ یہ ادب کے خلاف ہے۔ یہ اس سورۃ کے اترنے کے بعد حالات پیدا ہوئے آپ سمجھ رہے ہیں؟ اسی سورت کے اندر دیکھئے ضمن میں یہ بھی آپ کو معلومات ہو گئیں۔

اُن صحابہ کو جن کی ابھی اتنی نئی نئی ایمان کی حالت تھی، کمزوری تھی اُن میں ادب سے واقف نہیں تھے۔ انہی کی بات کرتے کرتے آگے فرماتے ہیں کہ ایسا نہ سمجھو کہ یہ نئے ہیں یا کمزور ہیں تو یہ مسلمان ہی نہیں؟ صرف ابوبکر ہی مسلمان ہیں، صرف عمر، عثمان، علی ہی مسلمان ہیں؟ نہیں نہیں! یہ بھی مسلمان۔ اور ابوبکر و عمر تو بہت بڑے درجہ کے مسلمان ہیں لیکن کہیں اُمت والے آگے یہ نہ سمجھیں کہ دیکھو جی لاعلمی کی وجہ سے حضور کا پورا ادب نہ کر سکے تو کلمہ ہی ختم ہو گیا، ایمان ہی ختم ہو گیا نہیں بالکل نہیں۔ ایسا نہیں ہے ہاں؛

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى	یہ ایسے لوگ ہیں کہ اللہ ان کے دلوں کو تقوے کے لئے پرکھ چکا ہے۔

اللہ فرماتے ہیں ایسی بات نہیں ہے۔ ہیں یہ نئے نئے کل کو پکے ہو جائیں گے۔ یہ ابوبکر و عمر و عثمان و علی کے درجہ کے لوگ تو نہیں لیکن اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے یا آئندہ آنے والا یہ خیال کر بیٹھے کہ یہ مسلمان ہی نہیں تھے تو اُسے سمجھ لینا چاہیئے کہ وہ دھوکے میں ہے اللہ میاں ابوبکر و عمر کو جیسے امتحان میں آزما چکا ہے ان نئے لوگوں کو بھی اللہ میاں اندر سے جانتا ہے کہ یہ پکے مسلمان ہیں۔ اُولٰٓئِكَ۔ یہ وہ لوگ ہیں۔ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى کہ جن کے دلوں کو نیکی اور تقوٰی کے لئے اللہ میاں آزما چکا ہے۔

لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝	ان کے لئے کھلی بخشش ہے اور بڑا بدلہ ہے۔

سورۃ انفال کے اندر اور طرح آیا، یہاں اور طرح آیا ہے کہ اللہ تعالٰے نے اُن کو ہمیشگی بخشش کا پروانہ دے دیا ہے ہمیشگی بخشش دیا ہے۔ ابھی وہ دنیا میں موجود ہیں کہ حضور پر یہ آیت نازل ہو رہی ہے۔ ابھی انہوں نے وفات نہیں پائی؛ قبر میں نہیں گئے؛ اُن کے حساب کتاب کی نوبت نہیں آئی؛ اور نہ آئے گی؛ یاد رکھنا کہ صحابہ کا حساب کتاب نہیں ہوگا۔ بس یہی حساب کتاب ہوگا کہ آ گئے ہو؟ کہ جی حاضر ہیں؟ کہ جاؤ تم کو معاف کیا ہوا ہے۔ جاؤ تم ہمیشگی پاس ہو، جاؤ تمہارے قائدِ اعظم

تمہارے "محمد" ہوں گے، تم اُن کے پیچھے پیچھے جاؤ۔ تم سے پہلے دنیا کا کوئی فرد جنت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ صحابہ کا کوئی حساب کتاب نہیں ہوگا۔ دیکھ لیجیے۔ پیشگی فرمایا۔ پیشگی کبھی کسی کو، کسی اور مسلمان کو کہا گیا ہے؟ ساری اُمت پڑی ہوئی ہے بڑے بڑے اولیاء اللہ، قطب، غوث جن کی نیکی کی قسمیں کھائی جا سکتی ہیں۔ ایک آدمی کے متعلق بھی یہ نہیں فرمایا گیا کہ وہ بے حساب جنت میں چلا جائیگا؟ ہاں ترمذی اور بخاری میں ایک روایت آتی ہے کہ صحابہ کرام کے علاوہ ستر ہزار آدمی ایسے آئیں گے کہ اللہ میاں جن کو حضور کی امت میں سے بے حساب بخش دیں گے۔ ستر ہزار آدمی ایسے حضور کی امت میں آئیں گے کہ جو بے حساب جنت میں جائیں گے۔ ان میں کون کون ہوگا؟ یہ اللہ جانے، اُس کا رسول جانے۔ ہمیں کچھ معلوم نہیں۔

ایک صحابہ کی محفل میں حضور فرما رہے تھے، تو صحابہ تو اُس میں بیٹھے ہی تھے لیکن وہ ایک بات تھی، حضور نے فرمایا ایسے ایسے آدمی ہوں گے جو بے حساب جنت میں جائیں گے تو یکدم حضرت عُکّاشہ بن مِحْصَنؓ کھڑے ہوئے۔ بنو اسد میں سے تھے۔ بڑے عجیب بزرگ ہیں۔ فلسطین کے علاقہ میں زیادہ رہے۔ غالباً وفات بھی اُدھر ہی ہوئی "عکّاشہ" بھی نام ہے "عُکاشہ" بھی دونوں ٹھیک ہیں۔ عُکاشہ بن محصن اسدی رضی اللہ عنہ حضور ص کے ساتھ، کھڑے ہوئے اور کہا "یا رَسُوْلَ اللہ اُدْعُ لِی اَنْ اَکُوْنَ مِنْھُمْ۔ یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا ہے کہ ستر ہزار آدمی بے حساب جنت میں جائیں گے میرے لئے دعا فرمائیے مجھے خدا اُن میں سے کر دے۔ آپ نے وحی کا اشارہ پا کر فرمایا اَنْتَ مِنْھُمْ تم اُنہی میں سے ہو۔ اتنے میں دوسرے صحابی کو کچھ خیال آیا کہا یا رَسُوْلَ اللہ وَلِی "کہ حضور میرے لئے بھی"؟ تو فرمایا۔ سَبَقَكَ عُكَّاشَةُ کہ نہیں تم بیٹھ جاؤ عکاشہ کی بازی جیتی گئی۔ وہ جیت گیا۔ وہ بات کیا تھی؟ بتانا یہ تھا کہ کھڑکی کھلی ہوئی تھی رحمت کی، بارش ہوئی تھی، قطرہ اُنہی پر پڑنا تھا۔ کیا مطلب؟ کہ اور مسلمان جنت میں نہیں جائیں گے؟ مطلب یہ کہ عکاشہ بن محصن کی بازی زیادہ جیتی گئی کہ اُس کا نام آ گیا۔ اوروں کا نام نہیں بتایا کہ صحابہ تو مجموعی طور پر ویسے ہی بخشے بخشائے ہیں لیکن عُکاشہ کو خیال ہوا پتہ نہیں میرا کیا مقام ہوگا؟ اُن دن بتا دیا کہ تم تو پہلے ہی بخشے ہوئے ہو، تمہیں تو بخشوانے کی ضرورت ہی نہیں اور دوسرے نے کہا تو فرمایا "نہیں"، اب وہ بازی جیت گیا۔ اب اُس کی ریسیں نہ کرو۔ بس اُس نے کہہ دیا تو بے حساب ہی جنت میں جائے گا۔ حالانکہ سارے صحابہ جنت میں جائیں گے اور بے حساب ہی جائیں گے۔ جو اُن کا حساب ہے۔ وہ یہی کچھ ہوگا کہ تم نے نمازیں پڑھیں، تم نے روزے رکھے، تم نے جہاد کیا، تم نے میری وجہ سے اپنی ہڈیاں تڑوائیں، گھر بار چھوڑا، بیوی بچوں کی ذلت برداشت کی، قحط برداشت کیا، بھوک افلاس برداشت کیا، تم پیدا کہیں ہوئے لاشیں تمہاری کہاں دفن تھیں؟ میں جانتا ہوں کہ تم نے میری خاطر کیا۔ میرے رسول کی خاطر کیا۔ جاؤ تم کو مُعاف کیا۔ ہوگا یہی کچھ۔ تو بعض کو اتنا بھی نہیں کہا جائے گا۔ اُن کو بے حساب کہہ دیا۔ ویسے صحابی مجموعی طور سے اُمت کے مقابلہ میں بے حساب جنت میں جائیں گے۔ یہ یاد رکھیے۔

تو اس آیت کے اندر جو کچھ میں کہنا چاہتا ہوں، جو آیت میں نے شروع میں تلاوت کی اس کے ساتھ میل جوڑ دوں

گا۔ وہ یہ ہے۔ فرماتے ہیں کہ یہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو میں نے جانچ لیا ہے کہ ان کے اندر اسلام ہے تو اللہ کے رسول کے جتنے صحابہ ہیں دیکھیئے اس میں بنو تمیم کے وہ دیہاتی بھی آ گئے۔ اس میں جو مسجد میں موجود تھے وہ بھی آ گئے۔ جو مدینہ میں رہتے تھے وہ بھی آ گئے جو باہر تھے سب آ گئے۔ کہ جتنے بھی نبی پر ایمان لانے والے ہیں۔ منافقوں کو چھوڑ کر، مکہ کے مشرکوں کو چھوڑ کر، یہودیوں کو چھوڑ کر۔ یہ سب وہ لوگ ہیں کہ جن کے دلوں کو اللہ نے جانچا ہوا ہے پہلے سے، کیونکہ خدا کو تو تقدیر کا پتہ ہے۔ آپ باغ لگاتے ہیں آپ کو معلوم ہے کہ یہ پودا جو ہے لنگڑے آم کا ہے اس میں سے دسہری نہیں نکل سکتا، آپ نے دسہری کا جو بوٹا لگایا ہے تو اس میں سے زمرد نہیں نکل سکتا؟ آپ کو معلوم ہے نا یہ ہو کیسے سکتا ہے؟ جو بوٹا لگایا جائے گا اندر سے ویسے ہی نکلے گی گٹھلی اس کی، اور رنگ بھی ویسا ہی ہو گا۔ اللہ میاں نے دنیا کا باغ لگایا، وہ عالم الغیب ہے۔ ہم عالم الغیب نہیں۔ ہم کو صرف تجربہ ہے، ہم نے تھوڑا سا پڑھا ہے، تھوڑا سا، تو ہم کہہ دیتے ہیں اپنے خیال کی وجہ سے کہ آج جو ہم کہتے ہیں وہی کچھ ہو گا۔ اللہ تو عالم الغیب والشہادہ ہے۔ اُن کا فیصلہ یہی ہے کہ جس کو انہوں نے مومن پیدا کیا وہ دس ہزار سال کے بعد بھی پیدا ہو گا تو مومن ہی ہو گا تو صحابہ کرام کے متعلق اللہ میاں کو معلوم تھا قیامت سے پہلے، ازل سے ابد تک کے لیے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے معلوم ہے کہ فلاں فلاں آدمی جو پیدا ہو گا فلاں گھر میں، کافروں کے گھر میں، وہ مسلمان پیدا ہو گا۔ اب قیامت آجائے۔ جب بھی وہ پیدا ہو گا مسلمان ہی ہو گا۔ ابو جہل کے متعلق اللہ کا یہ علم تھا کہ یہ کافر ہی رہے گا۔ وہ کافر رہا اور ابو جہل کا بیٹا مسلمان ہو گیا۔ عبداللہ بن اُبی منافق رہا۔ عبداللہ بن اُبی کے بیٹے کا نام بھی عبداللہ ہے، وہ صحابی ہو گیا۔ اب یہ کسی کے اختیار میں ہے؟

سارا خیبر یہودی رہا۔ بنو قینقاع، بنو نضیر یہ سب یہودی رہے لیکن عبداللہ بن سلام مسلمان ہو گئے ان کے بیٹے "یوسف بن عبداللہ بن سلام" مسلمان ہو گئے اور دس پندرہ یہودی عالم جو تھے وہ مسلمان ہو گئے، ایک بی بی تھیں وہ مسلمان ہو کر باندی بن کر حضور کی خدمت میں آئیں "ریحانہ بنت شمعون" ایک مہینہ یا تین مہینے حضور کے نکاح میں بھی رہیں۔ وہ مسلمان ہو گئیں (اور پھر جلدی ہی اُن کی وفات ہو گئی) ہے!

حضور کی ایک اہلیہ جو جنگ "اُمّ المومنین سیدہ صفیہ بنت حیی بن اخطب سلام اللہ و رضوانہ علیہا": کے اندر سات ہجری کے محرم میں قید ہوئیں غزوہ خیبر کے اندر حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں حضرت "صفیہ بنت حیی بن اخطب" اُن کا باپ کافر یہودی، اُن کا پہلا خاوند یہودی، اُن کا دوسرا خاوند یہودی سارا خاندان یہودی، نسل بنی اسرائیل کی، اولاد ہارون علیہ السلام کی، سارا خاندان ویسے ختم ہو گیا۔ اللہ میاں نے جنگ کے اندر اُن کو قیدی بنایا۔ دیکھیئے اب کیسے حیلہ بنتا ہے، جنگ میں وہ قیدی بنیں، باندی بنیں، ایک صحابی کے حصہ میں آ گئیں مدینہ کو واپسی موٹی راستے میں باندیاں تقسیم ہوئیں۔ تقسیم کرنا ہی نکاح ہوتا ہے، باندی کا نکاح یوں نہیں ہوتا کہ محفل بنے، یہ دولہا والے ہیں، یہ دولہن والے ہیں۔ نہیں نہیں۔ باندی کو امام، خلیفۃ المسلمین،

حاکم وقت یا جس علاقہ میں جس کمانڈر کے ہاتھوں سے علاقہ فتح ہوا ہو، وہ کمانڈر جب بادشاہ کا نائب ہو کر کسی کو باندی دے دیتا ہے تو یہی باندی کا نکاح ہے۔ تو حضور نے بھی باندیاں تقسیم کیں اُن باندیوں میں وہ بی بی جو تھیں صفیہ بنت حُیَیّ بن اخطب، وہ حضور کے صحابی "دِحیہ بن خلیفہ کلبی" کے حصہ میں آگئیں۔ اب جو دیکھا صحابہ نے کہ خاندانی عورت؟ نوجوان؟ حسینہ؟ جمیلہ؟ چلی گئیں دحیہ کلبی کے پاس۔ پتا نہیں کس صحابی کے دل میں آئی۔ عرض کیا یارسول اللہ! فرمایا "کیا بات ہے؟" "کہ یہ لڑکی تو آپ کے قابل تھی (یہود بنی قریظہ و بنی نضیر اور اہل خیبر کے سردار کی بیٹی ہے)۔ فرمایا "میں تو تقسیم کر چکا ہوں!" دیکھا نبی کو آپ نے؟ خاندانی لڑکی ہے حسین و جمیل ہے، سردار کی بیوی ہے، سردار کی بیٹی ہے، ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے ہے؟ کیا دنیا کا کوئی سالار یا کمانڈر ہوتا اس کی نگاہ سے کوئی حسین عورت چھوٹ سکتی تھی؟ وہ سب سے پہلے اپنی فوج کو حکم دیتا کہ تم جاؤ بہم میں میرے لئے یہ عورت چن کر لاؤ اور فوراً بہ طور "زیر زد مال" کے میرے گھر میں بھیجو پہلے۔ لیکن نبی نے فرمایا "نہیں۔ عام روٹین ورک میں جو عورت جس کے حصہ میں جس کی قسمت میں آئے؟ اس کی بیوی بن کر جائے۔" نفس پرستی یا خواہش نفس کا کوئی نشان نبی کی زندگی میں نہیں؟ سمجھ میں آگئی۔ تو کہا "یارسول اللہ! وہ تو پھر آپ کے قابل تھی۔ فرمایا "میں تو تقسیم کر چکا ہوں" کہنے لگے "بخشئی تو آپ ہی کے پاس ہے؟" تو حضرت دِحیہ کو طلب فرمایا چنانچہ انہوں نے اُسی وقت صفیہ کو لاکر حضور کی خدمت میں پیش کر دیا کہ یارسول اللہ! صفیہ آپ کے لئے حاضر ہے"؟ آپ نے فرمایا بہت اچھا میں نے قبول کی تم جاؤ اور اس کی جگہ کوئی دوسری باندی لے لو؟ چنانچہ دحیہ نے صفیہ کے بدلہ میں دوسری باندی حاصل کر لی اور حضور نے قبول کرنے کے بعد وہیں پہ آزاد کیا۔ اب نبی کی بیوی بننا تھی نا؟ اب نبی کی بیوی کا تماشا دیکھے گی دنیا؟ سوال ہی نہیں پیدا ہوتا جو وقت تھا غلامی کا وقت تھا۔ اُس وقت اُن کا پردہ نہیں تھا۔ وہ غلامی کا وقت تھا۔ وہ مجبوری کا وقت تھا ہو گئی۔ وہیں آزاد کیا اور پھر دورانِ سفر میں ہی باقاعدہ نکاح کے بعد اُن کو آزاد کر کے آزاد بیویوں میں شامل کیا، حرم میں شامل کیا۔ اُمہاتُ المؤمنین میں شامل کیا اس کے بعد کوئی بتائے تاکہ مرتے دم تک کسی نے اُن کے جسم کا کوئی حصہ دیکھا کبھی؟ آیا خیال شریف میں؟ کہنا مجھے یہ تھا کہ دیکھئے سارے یہودی کافر مر گئے۔ اس مائی کا باپ لڑ کر کے مرا حضور کے مقابلہ میں؟ شوہر مر گیا؟ پہلا شوہر بھی مر چکا تھا؟ دوسرا سامنے قتل ہوا؛ سلام ابن مشکم، کنانہ ابن ابی الحُقَیق، سب کے سب سامنے مرے، کلمہ نہیں پڑھا اور جس کی قسمت میں تھا، اللہ میاں اُس کو کیسے نکال کر کے لایا؟ ہارون کی اولاد میں ہے۔ یہودی کی بیٹی ہے، ایک یہودی کی بیوی ہے، پھر دوسرے یہودی کی بیوی ہے، پھر وہ قید ہوتی ہے، پھر وہ ایک صحابی کے پاس جاتی ہے، پھر وہ اُس سے محفوظ ہے، پھر نبی کے پاس آتی ہے، پھر آزاد ہوتی ہے، پھر اس کا پردہ ہوتا ہے۔ پھر وہ نبی کی بیویوں میں شامل ہوتی ہے پھر وہ حرم میں شامل ہو کر اُمہات المؤمنین میں ہے اور اب وہ مسلمانوں کی ماں ہے اللہ کو معلوم تھا کہ یہ عورت چاہے دس لاکھ سال کے بعد پیدا ہو، یہ بنے گی مسلمان، مجھے کہنا یہ تھا کیسے وہ یہودی رہ سکتی تھیں؟ اللہ میاں کا علم جو ہے، وہ سب سے زیادہ ہے، سب سے زیادہ وزنی ہے، محیط ہے، جامع ہے۔ اس میں کوئی خلاف ورزی نہیں ہو سکتی۔ انہوں نے یہ فرمایا۔ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوْبَھُمْ لِلتَّقْوٰی نبی علیہ السلام کے جتنے بھی ساتھی ہیں، میں اُن کے دلوں کو جانچ چکا ہوں کہ اُن میں کفر نہیں ہے، منافقت

نہیں ہے ، دھوکا نہیں ہے ۔ اس سے قانون نکل آیا یاد رکھنا ، کوئی کتاب والا ، کوئی رائٹر ، کوئی آتھر (AUTHER) ، کوئی پروفیسر ، کوئی لیکچرر بکتا ہے تو بکے ، ہمیں کوئی پرواہ نہیں ، اللہ کے مقابلہ میں ہر چیز ہیچ ہے رسول اللہ کے مقابلہ میں ہر چیز ہیچ ہے ۔ اللہ نے فرمادیا کہ میں نے جانچا ہوا ہے کہ یہ پکا مومن ہے جتنا بھی ٹولا ہے اگر چودہ سو برس کے بعد کوئی شخص بکواس کرتا ہے کہ نہیں حضور کے صحابہ میں فلانے کا ایمان تھوڑا تھا تو پوچھو اس سے تیرے باپ کے پاس ترازو رکھا تھا اللہ نے ؛ تیرے باپ کے گھر میں کوئی نیا کانٹا لگوایا تھا روحانی جس میں لوگوں کے ایمان تلتے تھے ؟ خدا کو معلوم تھا کہ تیرے باپ کو زیادہ معلوم تھا ؟ تیرا اپنا ایمان باقی نہیں ہے ، ہمیں تو اللہ کے ہاں یہ لکھا ہوا معلوم ہوتا ہے کہ تو صحابہ کے ایمان کو تولتا ہے کھڑے ہو کر ۔ اللہ نے اپنے عدل کی تکڑی میں تول دیا ، ترازو میں تول دیا کہ ان کے دلوں کو میں نے جانچا ہوا ہے ، اُن کا کفر کا پلڑا خالی ہے ، منافقت کا پلڑا خالی ہے اور ایمان کا پلڑا وزنی ہے ۔ اُن کے دل میں نہ کفر ہے نہ شرک ہے نہ منافقت ہے نہ ریا ہے نہ دھوکا یہ پکے اور سچے مسلمان ہیں ۔ سوائے ایمان کے ان کے دلوں میں اور کچھ نہیں ۔ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۔ ان کے لئے ہیشگی اعلان کرتا ہوں کہ یہ بخشے ہوئے ہیں اور انکو بہت بڑا اجر دوں گا جو کسی کو نہیں ملے گا تو صحابہ کے بارہ میں یہ عقیدہ یاد رکھیں ۔

اب آپ مجھے ایک بات بتائیں جب بدو ، بنو تمیم کے بدو جو اسلام کی الف با ء بھی نہیں جانتے تھے ، اللہ کا اُن کے متعلق یہ فیصلہ ہے کہ یہ بخشے بخشائے ہیں ۔ جب ان کے متعلق یہ اعلان ہے کہ میں نے انہیں ہیشگی بخش دیا ہے اور اُن کے لئے بڑا عظیم رزق میں نے رکھا ہے ، ان کے دلوں کو میں نے جانچ لیا ہے اُن کے متعلق یہ فتویٰ ہے تو جن کو چن کر مکہ سے مدینہ خود لائے جن کو پیغمبر نے خود اللہ کی اجازت سے معافیاں دیں ، اُن کے لئے بیت المال سے وظائف اور حصص مقرر کئے ۔ آپ مکہ وہ کافر تھے اور حبیب مدینہ آئے ، آتے ہی حضور کا پرائیویٹ اور پرسنل سیکرٹری بنوا دیا ، اُن کے ہاتھوں سے وحی لکھوانا شروع کر دی اُن کے متعلق اللہ میاں (معاذ اللہ) سوئے ہوئے ہیں کہ پتا نہیں مسلمان ہیں کہ نہیں ؟ دیہاتوں کے بدوؤں کے متعلق تو خدا کو معلوم ہے جو پتا نہیں پھر آئے یا نہیں آئے اور آئے تو کونسی صف میں بیٹھتے ہوں گے ؟ انہوں نے کوئی کارنامہ انجام دیا کہ نہیں دیا ؟ پھر آئے یا نہیں آئے ؟ کسی جنگ میں اُن کا نام آیا کہ نہیں آیا ؟ ہمیں پتا ہی نہیں اور جن کا ڈنکا بج رہا ہے ، معاویہ بن ابی سفیان ، یزید بن ابی سفیان ، ابوسفیان بن حرب ، ہند بنتِ عتبہ جن کے ڈنکے بجے ، جو حضور کے رشتہ دار بھی ہیں ۔ ابوسفیان رشتے میں حضور کے بھائی ہیں ، معاویہ رشتہ میں بھتیجے ہیں ، ان کے بڑے سوتیلے بھائی جن کے نام پر یزید کا نام ہے ، یزید بن ابی سفیان وہ صحابیٔ رسول ہیں ، کاتبِ وحی ہیں ۔ بی بی ہندہ جو اُحد کے مقام پر حضور کے چچا حمزہ کا کلیجہ منہ میں چباتی ہیں لیکن نگلا نہیں جاتا تو تھوک دیتی ہیں اور اپنی عورتوں کے لشکر کو لے کر وہ غزوہ اُحد میں کہہ رہی تھیں ۔ نَحْنُ بَنَاتُ الطَّارِق ہم تو ستاروں کی بیٹیاں ہیں ، زمین پر رہنے والی نہیں ہیں ۔ گیت یا ٹپا (رجز) گایا غزوہ اُحد میں امیرِ معاویہ کی والدہ نے ، بی بی ہندہ نے ۔ نَحْنُ بَنَاتُ الطَّارِق ۔ نَمْشِيْ عَلَى النَّمَارِق ہمیں یہ نہ سمجھنا کہ مکے کے ریگستان میں پیدا ہوئی ہیں ، ہم نے بھی بادشاہوں کے گھرانے دیکھے ہیں ۔ ہمارے پاؤں کے نیچے ریشمی غالیچے روندے جاتے ہیں ، ہمیں پرواہ نہیں ہے دنیا کے مال و دولت کی

سمجھ آئی نا — اِنْ تُقْبِلُوْ اُنْعَانِقَ اَوْ تُدْبِرُوْا اُنْفَارِق اگر تو تم کامیاب ہو کر سامنے آؤ گے تو ہم تمہیں گلے لگائیں گی اور اگر تم نے پیٹھ دکھائی۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لشکر سے مار کھا گئے تو قیامت تک کے لئے تم سے طلاقیں لے کر ہم گھروں کو چلی جائیں گی، یہ وہ بی بی ہندہ ہیں جو اُحد میں یہ کہتی تھیں اور جب کلمہ پڑھ لیا تو صدیقِ اکبر کے دورِ کے اندر رض وہ یرموک میں کھڑے ہو کر فرماتی تھیں یہ مسلمانوں! (اَیُّھَا الْاِخْوَان! اَیَا صُحَابَ رَسُولِ اللّٰہ! — یہ جو سامنے کھڑے ہیں نا؟ ———— ان کے جسموں کے ٹکڑے اڑا دو ———— ان کو باقی نہ چھوڑنا" یہ رسول اللہ کے دشمن ہیں یہ تمہارے خدا کے دشمن ہیں یہ تمہارے دین کے دشمن ہیں۔ دیکھ لیا آپ نے؟ اللہ کے علم میں تھا یہ مقدر تھا کہ ہندہ اُحد کے موقع تک کافر رہے گی اور اللہ کے رسول کے ساتھ یہ سلوک کرے گی فتح مکہ کے موقع پر وہ مسلمان ہوگی اور پھر اسلام کی خدمت یوں کرے گی۔ ساس ماں ہوتی ہے کہ نہیں، جس طرح اپنی ماں سے نکاح حرام ہے، اسی طرح ساس سے بھی حرام ہے جس طرح ایک لڑکی کا اپنے باپ سے نکاح حرام ہے، اسی طرح بہو کا اپنے سسر سے نکاح حرام ہے۔ رسول اللہ کی ساس ہوئی تو ماں ہوئی کہ نہیں! کافر ہو یا مسلمان اس سے بحث نہیں۔ ساس ہونے کی حیثیت سے قابلِ احترام ہے۔ اب دوگنا چوگنا احترام ہے کہ رسول اللہ کی رشتہ دار ہیں اس لئے بھی احترام ہے۔ کافر ہوتیں تو بھی شخصی احترام ہوتا۔ اب مسلمان ہیں تو دگنا احترام ہے۔ پھر صحابی ہوئیں تو تگنا احترام ہے، پھر جہاد کیا کیا تو چوگنا احترام ہے تو دیکھ لیجئے اللہ کے علم میں تھا کہ یہ لوگ آخر ان کا انجام اسلام پر ہوگا یہ کافر نہیں رہیں گے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ہمیں ایک اُصول اور ضابطہ بتا دیا کہ جو لوگ بھی نبی کے ساتھ شامل ہو گئے جن کو نبی نے منافق نہیں کہا۔ آپ کے دل میں یہ بات آسکتی ہے کہ یہاں نام تو نہیں بتایا دیکھیں جو شبہ ہو بڑے سے بڑا، وہ آپ لے آئیں۔ میں اس شبہ کی انشاء اللہ تعالیٰ ایسی تیسی پھیر دوں گا بفضلہٖ تعالیٰ۔ کوئی چیز نہیں یہ سب شیطان کے ڈھکوسلے ہیں۔

تیسرا شبہ درمیان میں سے ابلیس آ کر کہے گا کان میں کہ جناب یہ تو درست ہے لیکن یہاں بھی تو نام نہیں لیا گیا کہ جس طبقہ کا بھی کوئی آدمی ہوگا وہ سارا ہی مسلمان ہوگا۔ یہاں تو ایک ضابطہ دے دیا گیا۔ لیجئے اس کا جواب وہ آیت ہے جو میں نے شروع میں پڑھی تھی۔ اللہ میاں نے کہا کہ معاویہ کے گھرانے کے بارے میں کوئی کسر باقی نہ رہ جائے۔ سورہ ممتحنہ اٹھائیسویں پارے کی آیت ہے جو میں نے تلاوت کی۔ تمام دنیا کے علماء کا اتفاق ہے کہ ابو سفیان اور مکہ کے دوسرے اہم کفار کے گھرانوں کے متعلق نازل ہوئی۔ وہ کیا آیت نازل ہوئی؟ یہ آیت نازل کیسے ہوئی؟ اس کا پس منظر ہے، آپ یاد رکھیں، فتح مکّہ کے موقع پر بی بی ہندہ جب کلمہ پڑھنے لگیں تو اس کے متعلق یہ روایت ہے:۔

وَرَوَی الْبَیْھَقِیُّ مِنْ طَرِیْقِ	امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ — نے یحییٰ بن بُکَیر
یَحْیٰی بْنِ بُکَیْرٍ عَنِ اللَّیْثِ عَنْ	کے طریق سے روایۃ کی ہے۔ وہ لیث سے
یُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِھَابٍ عَنْ	وہ یونس سے وہ ابن شہاب زُہری
عُرْوَۃَ عَنْ عَائِشَۃَ (رَضِیَ اللّٰہُ	سے وہ عروہ ابنِ زبیر سے وہ اُمّ المؤمنین

عنها: إنّ هند بنت
عتبة قالت: يا رسول الله!
ما كان مما على وجه
الأرض أخباء أو خباء
[الشك من أبي بكر]۔
أحب إليّ من أن يذلوا
من أهل أخبائك أو
خبائك، ثم ما أصبح
اليوم على ظهر الأرض
أهل أخباء أو خباء
أحب إليّ من أن
يعزوا من أهل أخبائك
أو خبائك۔؟ فقال رسول
الله: وأيضا والذي
نفس محمد بيده۔ قالت:
يا رسول الله! إنّ
أبا سفيان رجل
شحيح فهل عليّ
حرج أن أطعم
من الذي له؟
قال: لا بالمعروف!
ورواه البخاري عن
يحيى بن بكير
بنحوه وتقدم ما
يتعلق بإسلام

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
سے روایت کرتے ہیں، سیدہ فرماتی
ہیں کہ: "تحقیق۔ "ہند۔" بنت
عتبہ رضی اللہ عنہا نے [فتح مکہ کے موقع
پر اسلام لانے کے بعد نبی کریم علیہ السلام
کی خدمت میں] عرض کیا کہ: "اے اللہ کے
رسول! روئے زمین پر جتنے بھی خیمہ نشین
[خاندان] آباد ہیں اُن میں سے آپ کے
گھرانے والوں سے زیادہ مجھے کسی اور کے
متعلق یہ بات پسند نہ تھی کہ وہ دنیا میں "ذلیل
و پامال" ہو کے رہ جائیں، لیکن پھر [اسلام
لانے اور آپ کو نبی و رسول مان لینے کے
بعد] آج روئے زمین پر بسنے والوں میں
آپ کے گھرانے والوں سے زیادہ مجھے
کسی اور کے متعلق یہ بات پسند نہیں رہی
کہ وہ ہمیشہ کے لئے بلند اور باعزۃ ہو کر
جئیں"۔ تو اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "ہاں اُس
ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد کی جان
ہے یقیناً تمہارے گھرانے والوں کے
متعلق میری بھی یہی خواہش اور دعا ہے
کہ وہ بلند و باعزۃ ہو کر جیتے رہیں"۔ ہند
نے پھر عرض کیا کہ: اے اللہ کے رسول!
[میرا شوہر] ابوسفیان بخیل آدمی ہے۔ اگر
میں اُس کے مال میں سے [بلا اجازت] کچھ

أبي سفيان۔ "البداية والنهاية" لابن كثير رحمة الله عليه ج ۲ ص ۳۱۹ "مكتبة المعارف" بيروت، مكتبة النصر الرياض الطبعة الأولى سنه ۱۳۸۶ھ - ۱۹۶۶ء]۔!

لے کر کھایا کروں تو کیا مجھ پر کوئی [شرعی] تنگی اور پابندی تو نہیں ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "ہاں! بلا استحقاق نہیں۔ بلکہ اجازت کے ساتھ بہتر طریقہ سے لے لیا کرو!"

کہنے لگیں "یا رسول اللہ! آپ وہ شخص ہیں کہ جب میں آپ کو پہلے دیکھتی تھی۔ یہ لفظ ہیں۔" تو میرا جی چاہتا تھا کہ آپ اور آپ کی آل اولاد اتنی ذلیل ہو (معاذ اللہ) کہ دنیا قیامت تک اُسے یاد رکھے۔" کھل کر کہا۔ معاذ اللہ۔ حوصلہ سے سننے کی بات ہے کہ آپ کو دیکھ کر میرا دل چاہتا تھا کہ آپ (معاذ اللہ) نقل کفر کفر نہ باشد، کفر کے دور کا کلمہ ہے۔ آپ اور آپ کی آل اولاد۔ یہ لفظ لکھا ہے۔ ذلیل ہوں اور ساری کائنات میں اُس سے بڑھ کر کوئی ذلیل نہ ہو لیکن آج آپ کے اثر کی وجہ سے میں کہتی ہوں کہ خدا اتنا آپ کو معزز کر دے آپ کی آل اولاد کو کہ دنیا اس کو دیکھے اور اُس کے تصور میں نہ آئے اتنی آپ کی اور آپ کی آل اولاد کی عزت ہو تو پتا ہے حضور نے آگے کیا فرمایا؟ لوگ سمجھتے نہیں کہ ہم کیوں چیخ رہے ہیں؟ فرمایا۔ نعم —— أيضًا لكُم ہاں خدا کی قسم! تمہارے متعلق بھی میرا یہی نظریہ ہے کہ تم بھی پھر دنیا میں اتنے معزز ہو جاؤ کہ دنیا دیکھتی رہ جائے، تمہاری عزت کو پھر کوئی مٹا نہ سکے۔ بات سمجھے۔ تو فرمایا۔ نعم —— أيضًا بِأنفُسِكُم تمہارے وجود کے متعلق اور تمہارے خاندان کے متعلق میرا بھی یہی نظریہ ہے"۔ اللہ کے رسول جن کی عزت چاہتے ہوں، ہم چند لپاٹیے، گن میلیے، ذاکر بھائیکہ، گپوڑباز، بکواسی کھپیو کی وجہ سے یہ گر دیں کہ اُن کی عزت نہ کریں؟ ایسی کی تیسی ایسا بکواس کرنے والوں کی، دنیا الٹ جائے، ہم اُن کا نام عزت سے لینے پر مجبور ہیں۔ پیغمبر جن کے متعلق یہ تمنا کر کے جائیں کہ اُن کی عزت ہو دنیا میں، کوئی اُن کو ذلیل کر سکتا ہے؟ دیکھو تو اُن کو جتنی گالیاں مل رہی ہیں اللہ کے فضل سے ہر دور میں اُن کا نام لینے والے ہمارے جیسے گنہ گار پیدا ہوتے رہیں گے یہ ہے اس کا پس منظر۔ اس واقعہ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے۔ یہ واقعہ حدیث کا تھا، قرآن کا تو نہیں تھا۔ اس واقعہ کو اللہ میاں نے قرآن میں سند دے دی اللہ میاں نے اس کو قرآن میں سند عطا فرمائی۔ مہر لگا دی تاکہ یہ بات پیٹنٹ (PATENT) ہو جائے۔ خالی حدیث کی یا جنگ کے دور کی بات نہ رہے آیت آ گئی۔ آیت یاد رکھ لیں۔ سپارہ کھول لیں۔ اٹھائیسواں ۲۸ سپارہ ہے۔ آدھا ختم ہونے کے قریب ہے۔ یہ سورت ممتحنہ کا پہلا رکوع ہے اس میں فرماتے ہیں۔

عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً ؕ وَاللّٰهُ قَدِيْرٌ ؕ وَ اللّٰهُ

یہ معاملہ بہت نزدیک آ لگا ہے۔ کہ اللہ تمہارے اور اُن لوگوں کے درمیان۔ جن سے تم دشمنی کرتے رہے ہو۔ ۲۔ دلی محبت" ڈال دیں۔ اور اللہ ہر چیز پر قابو یافتہ ہیں

غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ اور اللہ بہت پردہ پوش اور بڑے مہربان ہیں۔

اَلْمُمْتَحِنَۃُ پ ۲۸

وہ زمانہ نزدیک ہے۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)، اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھیو! یاد رکھنا۔ بڑی جلدی وہ زمانہ نزدیک آرہا ہے فتح مکہ کے بعد، کہ تم لوگ اور وہ خاندان وہ ابوسفیان، وہ یزید بن اُبی سفیان، وہ ہند بنت عتبہ، وہ معاویہ بن اُبی سفیان، وہ جویریہ بنت اُبی سفیان، وہ سارا کنبہ جن کے اور تمہارے درمیان کھلی بغاوت اور دشمنی تھی، اللہ کا یہ فیصلہ ہے کہ عنقریب تمہاری ایسی محبت کردے گا کہ دنیا دیکھے گی عَسَى اللّٰهُ۔ بڑا نزدیک ہے کہ اللہ میاں یہ معاملہ کریں۔ اَنْ یَّجْعَلَ بَیْنَكُمْ وَبَیْنَ الَّذِیْنَ عَادَیْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً۔ کہ تمہارے اور اُن لوگوں کے درمیان جو کافروں میں سے تمہارے بدترین دشمن تھے فتح مکہ کے خید گھنٹوں کے بعد تمہارے درمیان ایسی دوستی اور محبت۔ دل کی محبت پیدا کردے گا کہ دنیا دیکھے گی اور اب تم حیران ہوگئے کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ فرمایا کیا تم کو خدا کے متعلق کوئی شک ہے کہ اس کی قدرت میں کوئی کمی ہے؟ وَاللّٰهُ قَدِیْرٌ۔ میں خدا ہوں اور میں کہتا ہوں کہ اس دشمنی کو ختم کرکے دوستی میں پیدا کروں گا وہ ابوسفیان جو محمد کی شکل نہیں دیکھ سکتا تھا، تم دیکھو گے کہ یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام پر قربان ہوگا اور وہ ہندہ جو سانس بھی ہے رشتہ دار بھی ہے اور جو چچا کا کلیجہ چباتی تھی، یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جوتیوں میں آکر بیٹھے گی اور وہ یزید اور معاویہ جو بھاگتے تھے اور کہتے تھے کہ ہمارے اسلام کا ہمارے ماں باپ کو پتا چل گیا تو کہیں ہمیں قتل نہ کردیں، یہ رسول کے غلام بنیں گے۔ یہ سارا خاندان مسلمان ہوگا اور ایسا ہی ہوا۔

سیدہ۔ اُمِّ معاویہ۔ "ہند" بنتِ عتبہ رضی اللہ عنہا۔ کے قبولِ اسلام اور اس کی قوت و پختگی کے لیے۔ فتح مکہ۔ کے دوران۔ عجیب اور انقلاب انگیز اسباب و محرکات

[● اس سلسلہ میں حدیث و سیرۃ اور تاریخ کے دفاتر جو حقیقۃً بیان کرتے ہیں۔ شیخ الاسلام مجددِ مأتہ عاشرہ، علامہ ابنِ حجر "ہیتمی مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ میں سنیئے۔ وہ فرماتے ہیں کہ:۔

اِذْ مِنْ جُمْلَةِ الْحَامِلِ لَهَا عَلَيْهِ۔ اَنَّ مَكَّةَ لَمَّا فُتِحَتْ۔ دَخَلَتِ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ لَيْلًا۔ فَرَأَتِ الصَّحَابَةَ۔ قَدْ مَلَؤُوْهُ وَاَنَّهُمْ عَلٰى غَايَةٍ مِّنَ الْاِجْتِهَادِ۔ فِي الصَّلٰوةِ وَقِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ وَالطَّوَافِ

[سیدنا حضرۃ ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے متعلق حضور علیہ السلام سے اُن کی غیبوبۃ میں روزینہ اور وظیفہ حاصل کرنے کی خصوصی اجازۃ حاصل کرنے کا واقعہ سیدہ اُمِّ معاویہ۔ "ہند" بنتِ عتبہ رضی اللہ عنہا کے اسلام کی پختگی پر دلیل اور گواہ ہے۔]

کیونکہ سیدہ ہندہ کو اسلام پر آمادہ کرنے کے مختلف اسباب و محرکات

وَالذِّكْرِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِنَ الْعِبَادَاتِ۔ فَقَالَتْ:۔ "وَاللّٰہِ! مَا رَأَيْتُ اللّٰهَ عُبِدَ حَقَّ عِبَادَتِهٖ فِي هٰذَا الْمَسْجِدِ۔ قَبْلَ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ۔؟۔ وَاللّٰهِ إِنْ بَاتُوا إِلَّا مُصَلِّيْنَ۔ قِيَامًا وَّ رُكُوْعًا وَّ سُجُوْدًا۔ ۔ فَاطْمَأَنَّتْ إِلَى الْإِسْلَامِ لٰكِنَّهَا خَشِيَتْ إِنْ جَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

"أَنْ يُّؤَاخِذَهَا عَلٰى مَا فَعَلَتْهُ

مِنَ الْمُثْلَةِ الْقَبِيْحَةِ بِعَمِّهٖ۔ حَمْزَةَ۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَجَاءَتْ إِلَيْهِ مَعَ رَجُلٍ مِّنْ قَوْمِهَا۔ فَوَجَدَتْ عِنْدَهٗ مِنَ الرَّحْبِ وَالسَّعَةِ وَالْعَفْوِ وَالصَّفْحِ مَا لَمْ يَخْطُرْ بِبَالِهَا۔!

[تَطْهِيْرُ الْجَنَانِ ص۹]

میں سے یہ خاص واقعہ بھی ہے کہ جب مکّہ مکرّمہ فتح ہوگیا۔ تو ھندہ۔ [حضور علیہ السلام کی برپا کردہ اُمّۃ کے اپنے ہم قوم و ہم وطن افراد کا کے لیے] رات کے وقت مسجدِ حرام میں داخل ہوئیں۔ تو اُنہوں نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو اس حال میں دیکھا۔ کہ اُن کے لشکر نے مسجدِ حرام [صحن کعبہ] کو [اپنی خلاف توقّع تعداد] سے بھر رکھا ہے اور یہ دیکھا کہ وہ انتہائی توجّہ اور جدّ و جہد کے ساتھ نماز اور تلاوتِ قراٰن کریم اور طوافِ کعبہ اور ذکرِ الٰہی جیسی مختلف عبادات میں مشغول ہیں۔ تو [صحابہ کی اللہ کی ذات میں یہ فنائیّۃ و محویّۃ دیکھ کر] بولیں: "اللہ کی قسم! میں نے اس مسجد میں آج کی رات سے پہلے کبھی نہیں دیکھا کہ اللہ کی عبادۃ کا اس طرح حق ادا کیا گیا ہو"؟ اللہ کی قسم! اصحابِ رسول نے ساری رات نمازیں پڑھتے ہوئے قیام اور رکوع اور سجود کے سوا اور کسی کام میں نہیں گزاری ہو۔ [اس عجیب اور انقلاب انگیز مشاھدہ کے بعد] ھندہ اسلام کی طرف سے بالکل مطمئن ہوگئیں۔ لیکن وہ اس بات سے ڈر رہی تھیں کہ کہ اگر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئیں تو آپ ھندہ کو اپنے چچا سیّدُ الشُّہدآء حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم مبارک کا ناک کان ہونٹ کاٹ کر اور کلیجہ نکال کر چبانے وغیرہ کی صورۃ میں بدترین مُثلہ کرنے [اور حلیہ بگاڑنے کے ناقابلِ بیان و برداشت عمل] کی بنا پر سخت ڈانٹ ڈپٹ اور زجر و تہدید کریں گے۔ چنانچہ ھندہ [اسی خیال تذبذب اور خوف کی حالۃ میں ہی اُمّیدِ عفو و کرم لئے ہوئے] اپنے خاندان کے ایک آدمی کے ہمراہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمۃ میں حاضر ہوئیں تو آپ کے دربار میں ایسی پذیرائی و حوصلہ مندی اور درگزر کا وہ نظّارہ دیکھا جس کا تصوّر بھی اُن کے دل میں کبھی نہیں گزرا تھا؟

عین فتح مکہ

کے دن ظہر کے وقت صفا کی چوٹی پر حضور تشریف فرما تھے اور کعبہ کی زیارت کر رہے تھے۔ عمر ابن خطاب حفاظت کے لئے تلوار پاس لے کر بیٹھے تھے فتح مکہ کے دن تو دیکھا کہ بی بی ہندہ آ رہی ہیں؟ فرمایا کہ کون آ رہا ہے؟ عرض کیا کہ ہند بنت عتبہ یا رسول اللہ۔ یہ ہندہ آ رہی ہیں۔

سیدہ ہند کا قبول اسلام:

کہنے لگے یہ کیسے آ رہی ہے؟ یہاں اس کا کیا کام؟ جانتے تو تھے کہ یہ کون ہے؟ ساس بھی ہے۔ میرے چچا کا کلیجہ کھانے والی بھی ہے تو فرمایا "یارسول اللہ! میں ابھی پوچھتا ہوں۔ تو حضرت عمر کھڑے ہوئے کہ کیسے آ رہی ہو؟ اس نے کہا "کلمہ پڑھنے کے لئے آ رہی ہوں۔ وہ ہند جس کا غرور نہیں ٹوٹتا تھا اب اللہ کا حکم پورا ہونے لگا۔ کہنے لگے "کلمہ پڑھنے کے لئے آ رہی ہو؟" کہنے لگیں، بالکل! کلمہ پڑھنے کیلئے آ رہی ہوں، عاجز ہو گئی ہوں، ہر طرف سے محمد کے دین نے مجھے عاجز کر دیا۔ کہیں بھی تو میرے جھوٹے خدا میرے کام نہیں آئے؟ یہ فقرہ ہے آگے، وہ سننے کے قابل ہے۔

وہ ہوا کیا تھا۔ وہ حضور کی کرامت ہے، حضور کا معجزہ ہے۔ وہ بھی آپ کو بتا دوں، صفا کی چوٹی پر آنے سے پہلے پہلے رات کو چکر لگایا کعبہ کے صحن کا جائزہ لیا صحابہ کا لشکر تھا۔ کیمپ لگے ہوئے تھے دور تک دس ہزار صحابہ کے لئے اور کعبہ کے کوٹھے کے اندر جس طرف گئی ہیں کوئی پڑھ رہا ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ کوئی پڑھ رہا ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ کوئی پڑھ رہا ہے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ تمام صحابہ اپنے ذکر و اشغال میں مشغول کوئی سجدہ میں ہے، کوئی رکوع میں ہے، کوئی قرآن کی تلاوت کر رہا ہے، مبہوت ہو گئیں کہ کیا یہ میری قوم ہے؟ یہ وہی قوم ہے جو بیٹیوں سے عشق کرتی تھی جو بھتیجیوں کے ساتھ غزلیں گاتی تھی؟ جو شرابیں پی کر للکارتے تھے؟ بڑکیں مارتے تھے؟ ننگے طواف کرتے تھے یہ وہ قوم ہے۔ اس میں انقلاب کیسے ہو گیا؟ یہ کس نے اس کو دیوانہ بنا دیا؟ پاگل ہو گئیں بی بی ہندہ، ساری رات چکر لگا کے اور حضور علیہ السلام کے دست حق پرست پر کفر سے توبہ کی بیعت کر کے صبح کو جب گھر میں گئیں تو خود بیان کرتی ہیں بی بی ہندہ کا اپنے ہاتھوں سے بنایا ہوا جو بت تھا ہتھوڑا لیا اور مارا اس کے سر پر اور کہنے لگیں کُنَّا مِنْکَ فِیْ غُرُوْرٍ۔ تیرا بیڑا غرق، تم نے ہمیں دھوکے میں رکھا اگر تو سچا ہوتا تو آج محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھیوں کا قبضہ کیسے ہو گیا مکہ پر؟ کیا کیا باتیں سناؤں! کُنَّا مِنْکَ فِیْ غُرُوْرٍ۔ ہم تو تیری وجہ سے دھوکے میں رہے۔ میرا شوہر میرا باپ سب کہتے تھے کہ یہ کام آئیں گے۔ تیرے کام آنا ہوتا تو آج محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا قبضہ کیسے ہو گیا مکہ پر؟ سچا تو پھر وہ ہے جس کو ہم نے نکال دیا اور ہم کہتے تھے کہ وہ پھر یہاں گھس نہیں سکے گا۔ آج ہم اس کے رحم و کرم پر ہیں۔ پہلے توبہ کی نیت کی، پھر صفا کی چوٹی پہ آئیں۔ سمجھ رہے ہو؟ دیکھو میں تو یوں سناتا ہوں۔ آئیں۔ کہنے لگیں "یارسول اللہ! اسلام کے لئے آئی ہوں۔ فرمایا" اچھا۔ اسلام کے لئے آئی ہو" کہنے لگیں "بیعت کر لیں" فرمایا کہ میں نے تو آج

تک کسی غیر محرم کو ہاتھ نہیں لگایا۔ حالانکہ ساس ہے ، ۔ لیکن پیغمبر علیہ السلام کی زندگی کا اس سے آپ اندازہ کریں فرمانے لگے کہ میں عورت کے ہاتھ کو ہاتھ نہیں لگایا کرتا تو لکھا ہے سیرت اور تاریخ کی بعض کتابوں میں ایک بہت بڑا پیالہ تھا۔ کانَ قَدَحٌ کَبِیْرٌ ۔ وہ پانی سے بھرا ہوا رکھا تھا۔ حضور نے عمر ابن خطّاب سے فرمایا کہ تم میری طرف سے بیعت لو۔ الفاظ کہلاتے جاؤ۔ میں تصدیق کرتا جاؤں گا تو حضرت عمر نے ترکیب جو نکالی ہے سبحان اللہ۔ اُن کی تو بالکل غیر محرم تھیں۔ حضور کی تو پھر بھی محرم تھیں تو حضور نے ہاتھ نہ لگایا۔ عمر ابنِ خطّاب کی کیا لگتی تھیں ؟ اُن کی تو کچھ بھی نہیں لگتی تھیں ۔ فرمانے لگے کہ ہندہ پیالے میں ہاتھ ڈال۔ تو ہندہ نے یوں ہاتھ ڈالے۔ بڑا پیالہ تھا۔ سامنے سے حضرت عمر نے ہاتھ ڈال دیئے۔ پانی سے پانی تو ملا ہے ، ہاتھ سے ہاتھ نہیں ملا۔ حضرت عمر ابن خطّاب حضور کے کلمات دہرائے ہوئے پڑھتے تھے اور اُدھر سے بی بی ہندہ کہتی تھیں۔ وہ کہتے تھے کہ کہو اٰمَنْتُ بِاللہِ ، اُدھر سے بی بی ہندہ کہتی تھیں آمَنْتُ بِاللہِ پڑھنا شروع کیا اور ساری توبہ کے الفاظ کہے۔ میں توبہ کرتی ہوں کہ لَا اُشْرِکُ بِاللہِ وَلَا اَکْفُرُ بِاللہِ میں شرک نہیں کروں گی۔ میں کفر نہیں کروں گی۔ کرتے کرتے فقرہ آیا کہ کہو وَلَا اَسْرِقُ شَیْئًا میں چوری نہیں کروں گی۔ ہاتھ پیچھے کھینچ لیئے آپ نہیں سمجھتے کہ قصہ کیا ہے ؟ میں نے پڑھا تو میں اچھل گیا۔ مجھے تو وہ عربوں والی فطرت نہ سہی خون تو میرا ہے چاہے تیرہ سو برس گذر گئے اب بھی میرے خون میں وہ قطرہ تو ہے عربی خون کا۔ مجھے تو اس کا نشہ آیا ادب کی وجہ سے۔ میں آپ کو نہیں بتا سکتا کہ وہ کیا نشہ ہے ؟ وہ یوں میں سمجھا نہیں سکتا کہ وہ کیا ادا ہے ؟ ہاتھ پیچھے کھینچ لیئے۔ عمر بولے مَالَکِ۔ یہ کیا ہوا ؟ کہنے لگیں "یارسول اللہ میں آپ کے ہاتھوں پر سچی توبہ کر رہی ہوں نہ ؟ کہنے لگیں پھر میں جھوٹ نہیں بول سکتی"۔ یہ کافرہ ہے۔ ابھی پکی مسلمان نہیں، ابھی اسلام شروع ہوا ہے۔ کہتے لگے وہ کیسے ؟ کہنے لگیں " اَنَا اٰخُذُ مِنْ مَالِ اَبِی سُفْیَانَ بِغَیْرِ عِلْمِہٖ "۔ میں تو اپنے شوہر ابوسفیان کی چیزیں نکال لیتی ہوں بغیر پوچھے چوری اور آپ مجھ سے وعدہ لے رہے ہیں کہ میں چوری نہیں کروں گی ؟ میرا فیصلہ کیجئے کہ میں جھوٹ نہیں بول سکتی اور میں چوری کئے بغیر رہ نہیں سکتی ؟ کہنے لگے " وہ کیوں " ؟ کہنے لگیں " یارسول اللہ !

اِنَّ اَبَا سُفْیَانَ رَجُلٌ شَحِیْحٌ — بلاشک ابو سفیان کنجوس آدمی ہے۔
لَا یُعْطِیْنِیْ مَا یَکْفِیْنِیْ — مجھے اتنا خرچ بھی نہیں دیتا جو مجھے اور
وَوَلَدِیْ — میرے بچوں کے لیئے کافی ہو سکے۔ ؟

[تَطْہِیْرُ الْجِنَانْ ، صـ۹ ، سطر ۲۶،۲۵]

۔ یارسول اللہ ! ابوسفیان تو بخیل آدمی ہے۔ وہ تو جلدی سے کھانے پینے کو مجھے کچھ نہیں دیتا۔ وہ بات کیا تھی ؟ وہ قصہ یہ تھا کہ شاہانہ مزاج تھا۔ زیادہ خرچ کرنے کو جی چاہتا تھا۔ ابوسفیان نگرانی کرتے تھے اور جس عورت کو زیادہ خرچ کی عادت پڑ جائے۔ خاوند کی تباہی کے لئے ماشاء اللہ کافی وافی ہے بغیر ٹی۔ بی کے مر سکتا ہے۔ بغیر کسی انجکشن کے وہ انشاء اللہ تعالیٰ قبرستان کی زینت بن سکتا ہے۔ بغیر جنازہ اٹھائے کے اُس کی لاش خود بخود اس قابل ہو جائے گی کہ وہ نشتر ہسپتال کے سرد خانے

میں پہنچ جائے۔ بیوی کو خاوند سے پوچھے بغیر خرچ کرنے کی عادت پڑ جائے، گھر کی تباہی کے لئے گارنٹی ہے۔ ابوسفیان بخیل نہیں تھے وہ تو عرب کے سردار تھے، وہ کنٹرولر تھے، سخت گیر تھے کیوں خرچ کیا؟ کہاں خرچ کیا؟ یہ نہیں کہ وہ دیتے نہیں تھے لیکن بیوی صاحبہ کے معیار سے کم تھا۔ کہنے لگیں "

إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ بَخِيلٌ وَلَا يُعْطِينِي مَا يَكْفِينِي۔ إِلَّا مَا أَخَذْتُ مِنْهُ مِنْ غَيْرِ عِلْمِهِ۔؟ [تطہیر الجنان، ص، سطر ۸، طبع "دار الطباعۃ المحمدیہ" الازہر مصر۔]

بلا شک ابوسفیان۔ کنجوس آدمی ہے۔ اور مجھے اتنا خرچ بھی نہیں دیتا جو میرے لئے کافی ہو سکے۔ ہاں جو کچھ میں اس کے مال میں اس کے بتائے بنا [چوری] لے لوں [بس اس سے گزارہ کرتی ہوں] ۔؟

یا رسول اللہ! وہ تو بڑا بخیل آدمی ہے۔ کنجوس ہے، وہ تو مجھے دیتا کچھ نہیں۔ کہنے لگے " پھر تم کیا کرتی ہو؟ کہنے لگیں " وہ پا جاتا ہے میں چیزیں نکال کر خرچ کرتی ہوں۔ مسکرا اٹھے۔ فرمایا۔ ترکاری اور کھانے پینے کی چیزیں لے لیا کرو۔ سونا چاندی نہ لیا کرو کیونکہ سونا چاندی اور پیسہ جو ہے یہ زندگی کا مدار ہے۔ خاوند کی کمائی ہے۔ اس میں سے مت لینا بغیر خاوند کی اجازت کے باقی اگر مر رہی ہو اور کھانے پینے کو نہ دے، بالکل تالا توڑ کر بھی کھانے کی چیز نکال لو کیونکہ یہ اس کے فرائض میں ہے۔ اگر یہ مہیا نہیں کرتا تو ظالم قرار پائے گا اور اگر پیسہ نہیں بھی دیتا تو کوئی بات نہیں۔ پیسہ کما کر لانا اس کا فرض ہے۔ خرچ کرنا اس کا فرض ہے۔ دیکھئے کیا حد بندی ہے۔ فرمایا سیاہ اور سبز رنگ کی چیزیں لے لینا، پانی، کھجور، سبزی ترکاری اور سفید یعنی۔ سونا چاندی نہ لینا، سونا چاندی مرد کی کمائی کی جان ہے۔ وہ اگر لوگی تو خائن بن جاؤ گی۔ اب بھی مسئلہ یہی ہے۔ خاوند کی اجازت کے بغیر سونا چاندی نقد پیسہ نہیں لینا چاہیئے اور عورت اگر بھوک کی مر رہی ہو اور خاوند کما کر نہیں لایا یا نکھٹو ہے یا اگر دور چلا گیا، بھوک لگ رہی ہے، بچے بلک رہے ہیں، رو رہے ہیں تو کیا اس کا انتظار کرے؟ پھر مر جائے۔ یہ کوئی شریعت نہیں اگر خاوند نے کہا کہ دیکھنا! اگر تم نے میری اجازت کے بغیر ڈھائی سیر سے زیادہ اناج خرچ کیا دو دنوں میں تو میں ایسی کی تیسی پھیر دوں گا۔ غلط بات ہے۔ اگر وہ تین سیر بھی خرچ کرتی ہے تو کرے کیونکہ اس کو روٹی تو کھانی ہے، وہ اس کی لازمہ حیات ہے۔ جب یہ سلسلہ طے ہو گیا تو پھر کہا۔ اب میں وعدہ کرتی ہوں یا رسول اللہ کہ لَا أُشْرِكُ شَيْئًا۔ میں کوئی چیز نہیں چراؤں گی۔ جناب مسائل طے کرائے ہیں۔ اسلام کیا قبول کیا ہے؟ امت کے مسائل حل ہوئے ہیں اور پھر پانی میں ہاتھ رکھ دیئے۔ اب آخری فقرہ ہے۔ میں آپ کو یقین دلاؤں۔ جب میں نے پڑھا میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ میری آنکھوں سے آنسو نکل آئے، اباجی کو سنایا۔ اللہ اکبر کا نعرہ لگا گئے۔ فقرہ آگے آیا۔ وَلَا أَزْنِي۔ میں بدمعاشی بدکاری نہیں کروں گی۔ ہاتھ کھینچ لئے

مبہوت ہوگئیں۔ دانتوں میں انگلیاں لیں کہنے لگے "کیا ہوا ہندہ؟" کہنے لگیں "یارسول اللہ! میں حیران ہوں آپ مجھ سے کیا عہد لے رہے ہیں؟ کیا کوئی شریف زادی اور حلالی عورت زنا کرسکتی ہے؟ یہ کفر کی حالت میں رسول اللہ کی ایک کافر ساس کا عقیدہ اور عمل ہے۔ اُس دور کی کافر عورت کا یہ کیریکٹر ہے ابوسفیان کی بیوی کا! وَهَلْ تَزْنِي الْحُرَّةُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ [تطهیر الجنان ص۹] کہنے لگیں یہ آپ مجھ سے کیا وعدہ لے رہے ہیں میں تو حیران ہوں کہ یہ کوئی وعدہ کرنے کی چیز ہے کہ میں زنا نہیں کروں گی۔

کوئی شریف زادی اور حلالی عورت زنا کرسکتی ہے؟ یہ لکھا ہے کہ پیغمبر چپ ہو گئے اس کا جج کون ہے؟ اللہ کا حکم ہے چاہے وہ زنا کرے نہ کرے غیر معصوم ہونے۔ باعث کوئی عورت کرتو سکتی ہے نا؟ عملی جواب کا مفہوم کیا ہے؟ بات سمجھیں کہ وہ کرنہیں رہی کرتو سکتی ہے تو جواب یہ ہے کہ پیشگی وعدہ کر دینا کہ کچھ شرم وحیا آجائے تو فرمایا یہ تو اللہ کا حکم ہے کرنا پڑیگا پھر ہاتھ رکھے اور پورا عہد ہوا۔ یہ بی بی ہندہ کے اسلام کا قصہ ہے۔

بس یہاں اسلام قبول کرنے کے بعد یہی بی بی ہندہ جو تھیں، وہ رسول اللہ کی ماں ہیں اور اب ہماری بھی ماں ہیں۔ رسول اللہ کی بیٹی بھی ہماری ماں ہے۔ رسول اللہ کی ماں بھی ہماری ماں ہے، رسول اللہ کی بیوی بھی ہماری ماں ہے۔ رسول اللہ کی ساس بھی ہماری ماں ہے۔ نہیں۔ رسول اللہ کے گھر کی باندی بھی ہماری ماں ہے۔ اس گھر کا ہر فرد ہمارے لئے سردار ہے۔ جب اتنے دور کے رشتہ دار ہمارے لئے سردار ہیں تو کیا اُن کے قریب کے رشتہ دار ہمارے سردار نہیں ہوں گے؟ ہم تو سب کو ماننے والے ہیں۔ اُن کی بیٹی بھی ہماری ماں ہے، اُن کا بیٹا ہے تو وہ بھی ہمارا باپ ہے، ہمارے تو سبھی بزرگ ہیں۔ یہ تو دور کے رشتہ دار ہیں اور بڑی مشکل سے مسلمان ہوئے، جب اُن کا یہ مقام ہے تو جو قریبی اور پہلے کے پکے مسلمان ہیں، اُن کا مقام کیا ہوگا؛ بات سمجھ میں آئی؟ تو یہ غلط فہمی شیطان ڈالتا ہے۔ جھوٹے واعظ، جھوٹے مولوی، دکاندار واعظ کہ دیکھو جی علی کے مقابلہ میں لے آئے۔ کوئی کسی کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ "علی کا اپنا مقام ہے"، "معاویہ کا اپنا مقام ہے۔" ہر ایک کا اسلام اللہ کی طرف سے آیا ہے، ہر ایک کے اسلام کی تصدیق پیغمبر علیہ السلام نے کی ہے۔ تو جس درجہ کا بھی ہو، ہم درجہ میں ابھی نہیں جائیں گے، ہمیں تو رسول اللہ کا حکم ماننا ہے۔ آپ کا عمل جو ہے اُسے تسلیم کرنا ہے۔ جس کو آپ نے مسلمان کہا وہ ہمارا سردار اور جس کو آپ نے نہیں قبول کیا چاہے وہ پھر آسمان سے اُتر آئے ہم اُسے کبھی بھی قبول کرنے کے لئے تیار نہیں۔ تو یہ ہے حضرت بی بی ہندہ کا حال۔ تو آپ دیکھ لیں کہ اس واقعہ کے بعد ابوسفیان اس سے چند گھنٹے پہلے صبح کو مسلمان ہو گئے تھے۔

[اس کے متعلق حسب ذیل روایۃ قابل غور وملاحظہ ہے۔]

فَلَمَّا رَآهُ رَسُولُ اللّٰهِ	"جب ابوسفیان کو رسول اللہ صلی اللہ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	علیہ وسلم نے (فتح کے روز سحر کے وقت
قَالَ: "وَيْحَكَ يَا أَبَا سُفْيَانَ!	فتح سے چند گھنٹے پہلے صحابہ کے ہاتھوں

أَلَمْ يَأْنِ لَكَ أَنْ تَعْلَمَ أَنَّهُ
لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ؟ قَالَ: بِأَبِي
أَنْتَ وَأُمِّي! مَا أَحْلَمَكَ؟
وَأَكْرَمَكَ؟ وَأَوْصَلَكَ؟
لَقَدْ ظَنَنْتُ أَنْ لَوْ كَانَ
مَعَ اللّٰهِ إِلٰهٌ غَيْرُهُ؟ لَقَدْ
أَغْنَىٰ شَيْئًا بَعْدُ؟
قَالَ: "وَيْحَكَ يَا أَبَا
سُفْيَانَ! أَلَمْ يَأْنِ لَكَ
أَنْ تَعْلَمَ أَنِّي رَسُولُ
اللّٰهِ؟ قَالَ: بِأَبِي أَنْتَ
وَأُمِّي! مَا أَحْلَمَكَ؟
وَأَكْرَمَكَ؟ وَأَوْصَلَكَ؟
أَمَّا وَاللّٰهِ! هٰذِهِ؟ فَإِنَّ
فِي النَّفْسِ حَتَّى الْآنَ
مِنْهَا شَيْئًا؟

"عُيُونُ الْأَثَرِ" فِي فُنُونِ الْمَغَازِي
وَالشَّمَائِلِ وَالسِّيَرِ" لِلْإِمَامِ
الْمُحَدِّثِ ابْنِ سَيِّدِ النَّاسِ"
الشَّافِعِيِّ الْيَعْمُرِيِّ الْأَشْبِيلِيِّ
الْأُنْدُلُسِيِّ الْمِصْرِيِّ" رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ
الْمَوْلُودِ فِي "ذِي الْقَعْدَةِ الْحَرَامِ" سنہ ٦٧١ھ
"مِنًى": سنہ ١٢٧٣ء، الْمُتَوَفَّى
فِي: "شَعْبَان": سنہ ٧٣٤ھ
"أَپْرِيل" سنہ ١٣٣٤ء، طبع
مصر سنہ ١٣٥٦ھ = سنہ ١٩٣٧ء]

گرفتار ہونے کے بعد] دیکھا تو فرمایا:
"اے ابوسفیان! تجھ پر افسوس ہے!
کیا تیرے لئے ابھی وقت نہیں آیا
کہ تو اس عقیدہ کو صحیح طور پر جان
لیتا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں"؟
تو ابوسفیان نے [جواباً] کہا کہ: "میرے
ماں باپ آپ پر فدا ہوں! آپ
جیسا انتہائی حلیم و بردبار اور آپ جیسا
شریف اور سخی اور کون ہوگا-؟ اور
آپ جیسا بے انتہاء صلہ رحمی اور قرابتداری
کا لحاظ کرنے والا اور کون ہوسکتا ہے؟
بلاشک مجھے یقین ہو گیا ہے کہ اگر
اللہ کے سوا کوئی دوسرا معبود ہوتا
تو پھر آج کچھ دیر تک تو میرے لئے
ضرور کافی ہو جاتا-؟ [اس پر]
نبیٔ کریم — [صلی اللہ علیہ وسلم] نے
[پھر] فرمایا کہ: "اے ابوسفیان! تجھ پر
افسوس ہے! کیا تیرے لئے ابھی تک وقت
نہیں آیا کہ تو اس حقیقت کو جان لیتا کہ میں یقیناً
اللہ کا رسول ہوں"-؟ [تو اس پر] ابوسفیان نے
[جواباً] — کہا کہ: "میرے ماں باپ آپ پر قربان
ہوجائیں! آپ جیسا بے انتہاء صلہ رحمی اور قرابتداری
کا لحاظ کرنے والا اور کون ہوسکتا ہے-؟ صاف
سن سمجھ لیجیئے اللہ کی قسم! یہ جو عقیدہ ہے اسی
کے متعلق میرے دل میں ابھی تک شک وشبہ
موجود ہے"-!

ظہر کی نماز کے وقت بی بی ہندہ مسلمان
ہوئیں۔ بیٹے بھی دونوں یزید اور معاویہ بھی پہلے مسلمان ہو چکے تھے۔ وہ گھر جو تیرا ساڑھے چودہ پندرہ برس تک رسول اللہ کے سامنے جہنم کا نمونہ بنا رہا، جیسے جہنم آنکھوں کے سامنے نظر آتی ہے اور مومن اُس کو دیکھ کر گھبراتا ہے کہ یہ کیا عذاب ہے؛ حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مکہ میں یہ لوگ کفر کا جہنم بنے ہوئے تھے۔ لیکن پھر وہ وقت آیا۔ اب جو میں بات بتانے لگا ہوں غور سے سنیں یہی بی بی اِس نے جب کلمہ پڑھ لیا تو وہیں سے ساتھ ہوئیں مکہ مکرمہ سے اجازت لی کہ حضور ہمیں اپنے ساتھ رکھئے۔ کہنے لگے کہ بالکل حاضر۔ ساتھ گئے تو جاتے ہی غزوۂ طائف پیش آیا اور وہ ابوسفیان جس کے ہاتھوں سے ایک منٹ بھی مسلمانوں کو چین نصیب نہیں ہوتا تھا تو غزوۂ طائف میں جو گئے پہلی دفعہ آنکھ میں تیر آ کر کے لگا۔ ایک آنکھ وہیں ختم ہو گئی۔ وہی بی بی ہندہ جو غزوۂ اُحد کے اندر اپنے کافر فوجیوں کو بھڑکاتی تھیں۔

نَحْنُ بَنَاتُ الطَّارِق نَمْشِیْ عَلَی النَّمَارِق
اِنْ تُقْبِلُوْا نُعَانِق اَوْ تُدْبِرُوْا نُفَارِق

"ہم تو ریشمی غالیچوں پر چلنے والی شہزادیاں ہیں۔ ہم تو ستاروں کی اولاد ہیں۔ ہم زمین کی رہنے والی ہی نہیں ہیں۔ اگر تو تم فاتح بن کر کامیاب ہو کر دشمن کو مار کر کے آئے تو ہم تمہیں گلے لگائیں گی اور اگر تم نے پیٹھ پھیری اور بھاگ گئے تو قیامت تک ہم تم کو چھوڑ دیں گی"۔ انہی بی بی ہندہ نے پھر غزوۂ یرموک میں مسلمانوں کی طرف سے گیت پڑھے اور نعرے لگائے۔ وہاں کافروں کی طرف سے تھا یہاں مسلمانوں کی طرف سے۔ تو حضور کی وہ دُعا کہ۔ میں بھی تمہارے لئے یہی تمنا اور آرزو کرتا ہوں کہ اللہ تمہیں اور تمہارے خاندان کو اتنی عزت دے کہ دنیا دیکھتی رہے۔ حضور کی یہ دُعا پوری ہوئی اور قرآن کی یہ آیت پوری ہوئی

عَسَی اللّٰہُ اَنْ یَّجْعَلَ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَ الَّذِیْنَ عَادَیْتُمْ مِّنْھُمْ مَوَدَّۃً ؕ وَاللّٰہُ قَدِیْرٌ ؕ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ (الممتحنہ، پ ۲۸ - ع ۲)

یہ معاملہ بہت نزدیک آلگا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اور اُن لوگوں کے درمیان۔ جن سے تم دشمنی کرتے رہے ہو۔ دلی محبتّ ڈال دیں۔ اور اللہ ہر چیز پر قابو یافتہ ہیں۔ اور اللہ بہت پردہ پوش اور بڑے مہربان ہیں۔

ہمارا دماغ خراب نہیں، علماء کا دماغ خراب نہیں۔ اُمت گمراہ نہیں ہوئی، پیغمبر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ اُمت کی اکثریت کبھی گمراہ نہیں ہوگی کبھی گمراہی پر اکٹھی نہیں ہوگی لَا تَجْتَمِعُ اُمَّتِیْ عَلٰی ضَلَالَۃٍ۔ معاذاللہ مسلمانوں کا ایک پورا ملک گمراہ ہو سکتا ہے، آدھی دنیا گمراہ ہو سکتی ہے لیکن حضور کی حدیث یاد رکھیں، حضور پاک فرماتے ہیں کہ میری ساری اُمت دنیا میں جتنے بھی مسلمان ہیں یہ کبھی بھی کسی غلط عقیدہ پر اکٹھے نہیں ہوں گے۔ یہ الفاظ یاد رکھیں ساری اُمت جو حضور کی ہے کبھی کسی غلط عقیدہ پر اکٹھی نہیں ہوگی۔ ایک ملک غلط عقیدہ پر ہو سکتا ہے مثال کے طور پر اگر خدانخواستہ

سارا ملک دہریہ ہو جائے، سارے دہریے ہو جائیں یا اللہ نہ کرے سارے ہندو ہو جائیں یہ تو ہو سکتا ہے لیکن ساری دنیا کے مسلمان کافر ہو جائیں ایسا قیامت تک کبھی نہیں ہوگا۔ اللہ کا ارشاد، پیغمبر کی حدیث، اللہ کا علم یہ ایک ہی چیز ہے۔ وحی کی بنیاد ایک ہی چیز ہوتی ہے۔ اللہ کا علم۔ پیغمبر جو کچھ فرماتے ہیں اللہ کی مرضی سے اور اللہ جو فرماتا ہے وہ تو اپنی مرضی سے ہے ہی یہ یاد رکھیئے کہ جو کچھ بھی ہم یہ کہتے ہیں، سنتے ہیں یا سناتے ہیں، یہ سب کچھ حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور اللہ کریم کے ارشادات کی روشنی میں ہے اور اس لئے ہے کہ جن کی عزّت کے لئے اللہ کے رسول نے دُعا کی، جس خاندان کے معزّز ہونے کی تمنّا پیغمبر نے کی، جس خاندان اور رسول اللہ کے درمیان محبّت پیدا کرنے کا اللہ نے وعدہ کیا، اگر ہم اُس کی محبّت کا اظہار کرتے ہیں تو ہم مجرم کیوں ہیں؟ اگر ہم اُن کی عزّت کرتے ہیں تو پھر ہم مجرم کیوں ہیں؟ اگر ابو سفیان، ہندہ، یزید، معاویہ اس خاندان کی عزّت کرتا اگر معاذ اللہ علی (رضی اللہ عنہ) کی دشمنی ہوتا تو رسول اللہ یہ دعا کبھی نہ کرتے۔ رسول اللہ اپنے داماد اور چچا زاد بھائی کے دشمن تو نہیں وہیں، چلو ہم سے کوئی خارجی ہو سکتا ہے، ہم میں سے کوئی معاذ اللہ علی کا دشمن بن جائے، ہو تو سکتا ہے، ناممکن تو نہیں، خارجی پہلے بھی ہوئے لیکن پیغمبر کو تو علی سے محبّت تھی، انہوں نے علی کے ہوتے ہوئے معاویہ کے خاندان کی عزت کی تمنّا کیوں کی؟ اس تاریخ کو شیعہ بھی مانتے ہیں، سنّی بھی مانتے ہیں، خارجی بھی مانتے ہیں، رافضی بھی مانتے ہیں۔ سارے دیوبندی، بریلوی، اہلِ حدیث اس بارہ میں متفق ہیں کہ یہ حضور کی دعا ہے تو معلوم ہوا اس خاندان کی عزّت کی تمنّا کرنا یا اس خاندان کے جو مسلمان لوگ ہیں اُن کی عزّت کرنا، اُن کی عزت کے لئے کوئی ذریعہ اختیار کرنا یہ عین دُعاءِ رسول کا تقاضا ہے اور اس خاندان کی محبّت کرنا، ان میں کسی سے محبّت کرنا۔ میں نے کہا تھا کہ یہ کوئی رسم نہیں ہے رسم وہ ہے جو ہم اپنی طرف سے مسئلہ گھڑ کے بنائیں۔ یہ تو اللہ کے رسول کا ارشاد ہے۔ اللہ کا اپنا ارشاد ہے تو میں نے وہ بات آپ کو بتادی جو عام حالات میں کبھی سننے میں نہیں آئی۔ میں نے جو بتا دیا اس آیت اور اس حدیث کا، اس کو یاد رکھیں۔ ایک بات اور ہے وہ انشاء اللہ زندگی رہی تو پھر بتاؤں گا۔

بس ان الفاظ پر ختم۔ اب دُعا کرتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ مجھے بھی آپ کو بھی اور میاں عزیز شاہد کو بھی، ان کے بھائیوں کو بھی، ان کے خاندان کو بھی ان کی نسل کو اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے دین پر قائم رکھیں۔ ان سے اور ہم سے اپنی رضا کے مطابق کام لیں۔ ہمیں توفیق بخشیں کہ اسلام کے جو ہیرو ہیں، جو اُمت کے محسن ہیں، وہ حضور کے دادوں کا خاندان ہو یا نانی کا خاندان ہو، حضور کی آل اولاد ہو، رشتہ دار ہوں، جتنے بھی مسلمان اور صحابہ گذرے ہیں، پروردگار ہمیں سب کو اُن کا خادم اور نوکر بنائیں، ہمیں صحابۂ کرام کا پرچار کار بنائیں۔ ہمیں سب کی عزّت اور محبّت نصیب فرمائیے اور ہمیں ہم جب تک زندہ ہوں، اُن کی عزّت اور حرمت کا مبلغ بنائیں۔ ہماری نسلوں کے اندر بھی یہ نیکی دائم اور قائم رہے اور یہ بھی دُعا کریں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس محفل کو قبولیت عطاء کریں۔ اس میں ریاء کاری، مکاری، کوئی دنیا داری کوئی ہیرا پھیری نہ ہو۔ ہم نے جو کچھ کیا اللہ اُس کو اپنی رضا سمجھ کر قبول فرمائیں اور اس میں برکت ڈالیں تاکہ اس کے نتیجہ میں اور مسلمان بھائیوں کو اس کی ترغیب ہو کہ وہ خاندانِ رسول، خاندانِ جدِّ رسول اور اس خاندان میں جتنے بھی مسلمان

ہیں، سب کی یاد منانے کی پاکیزہ مہم میں شریک اور معاون بن جائیں۔ [آمین ثم آمین۔]

میں ایک کی بات نہیں کرتا۔ سب کے لئے محفل کرو۔ ہم تو موجبِ ثواب سمجھتے ہیں۔ علی کے لئے محفل ہے تو موجبِ ثواب ہے۔ معاویہ کے لئے محفل ہے تو بھی موجبِ ثواب ہے۔ صدیق، عمر، عثمان کے لئے ہے وہ بھی موجبِ ثواب ہے۔ لیکن فرق اتنا ہے کہ جب کوئی بیماری ہوتی ہے، علاج اس کا کیا جاتا ہے۔ اگر سر درد ہو تو ٹانگ کی مالش نہیں کی جاتی، مالش سر کی ہی کی جاتی ہے۔ اگر اختلاجِ قلب کا دورہ ہو تو سر پر پٹی نہیں باندھی جاتی بلکہ ورید میں ٹیکا لگایا جاتا ہے تاکہ خون کی گردش تیز ہو، اس کی رگیں خون کی جو سکڑ گئی ہیں وہ کھل جائیں دورانِ خون ٹھیک ہو جائے، حرکتِ قلب ٹھیک ہو جائے۔ پیٹ میں درد ہو تو کانوں میں دوا ڈالی نہیں جاتی۔ آنکھوں میں تکلیف ہو تو ناک میں دوا نہیں چڑھائی جاتی۔ جہاں تکلیف ہو جیسی تکلیف ہو، علاج وہاں کیا جاتا ہے۔ یاد رکھئے صحابہ کرام کی توہین، صحابہ کرام سے دشمنی، خاندانِ ابوسفیان سے دشمنی۔ اس کا تقاضا یہ ہے کہ ابوبکر کی یاد اپنے وقت پر ہو، لیکن جب خاندانِ معاویہ بن ابی سفیان، خاندانِ یزید بن ابی سفیان، خاندانِ ابی سفیان بن حرب، جب اُن کی عزت و آبرو کا سوال آئے تو پھر اُنہی کا نام لیا جائے گا کیونکہ جہاں بیماری ہوگی علاج وہیں ہوگا۔ اگر ابوبکر صدیق کی عزت کا سوال آئے گا۔ اُس وقت میں ہم امیرِ معاویہ کی بحث نہیں کریں گے۔ اُس وقت میں ابوبکر صدیق کا نام زیادہ لیں گے اور جب امیرِ معاویہ کی عزت کا مسئلہ آئے گا تو پھر ابوبکر کو سب سے اونچا سمجھنے کے باوجود اس وقت میں ذکر ہم امیرِ معاویہ کا زیادہ کریں گے اور جب حضرت عائشہ کی عزت و حرمت کا مسئلہ آئے گا، تو ہم حضور کی بارہ بیویوں کی عزت کریں گے، انہیں ماں سے زیادہ سمجھیں گے۔ لیکن تقریر امیرِ معاویہ پر نہیں ہوگی، پھر سیرتِ عائشہ پر تقریر ہوگی۔ تو جیسی بیماری ویسا علاج، جیسی ضرورت ویسا جواب۔ امیرِ معاویہ کی محفل منانے کی ضرورت اس لئے ہے کہ رافضیوں کے پروپیگنڈے سے، منکرینِ حدیث کے پروپیگنڈے سے، کمیونسٹوں کے پروپیگنڈے کی وجہ سے، بے دینوں کے پروپیگنڈے کی وجہ سے ہمارے عوام ہی نہیں بلکہ اچھے پڑھے لکھے مسلمان بھی گمراہ ہیں اور اس گمراہی کا علاج سوائے اس کے کچھ نہیں کہ امیرِ معاویہ کی سیرت بیان کی جائے۔ اُن کی ولادت کا قصہ بیان کیا جائے، اُن کی وفات کے حالات بیان کئے جائیں۔ حضور کے دستِ حق پرست پر اسلام قبول کرنے اور وفات کے درمیان انہوں نے چالیس برس اسلام کی جو خدمت کی۔ وہ سب کچھ بیان کیا جائے تاکہ مسلمانوں کو پتا چلے کہ اندرونی آپس میں بھائیوں والے اختلافات کے باوجود اللہ اور اللہ کے رسول کے نزدیک اُن کا مرتبہ اور درجہ کیا تھا؟ اللہ تعالیٰ ہمیں اس حق کو سمجھنے ماننے اور قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ [آمین ثم آمین۔!]

اور میں آپ سے التماس کروں گا کہ اس سلسلہ کو آگے چلائیں، گھروں میں ایک مہینے کے بعد، ڈیڑھ مہینے کے بعد، دو مہینے کے بعد محفل رکھیں۔ اس کا اعلان ہو۔ آپ قرآن خوانی کریں نہ کریں، اُن کی یاد ہو، اُن پر بیان ہو اُس پر سیرت اُن کی ذکر کی جائے۔ عالم کو بلائیں، خطیب کو بلائیں، خود کھڑے ہو جائیں تبلیغی جماعت کی نقل میں خود کوئی کتاب سیرتِ صحابہ کی لے کر گھنٹہ، دو گھنٹے اُن کی سیرت بیان کریں۔ اپنے گھر کے دروازے کھول دیں۔ کوئی لاؤڈ سپیکر ہو

نہ ہو، کوئی اجازت نامہ ہو نہ ہو۔ کسی چیز کی کوئی ضرورت نہیں۔ اپنے گھر کے صحن میں محفل کریں، عورتوں کی محفل کریں، بچوں کی محفل منعقد کریں۔ اگر مجھ سے ہو سکا تو میں بھی حاضر ہوں گا۔ کام کریں آپ۔ کام کرنے سے ہی ہوگا۔ ذرا اس کے لئے تکلیف اٹھائیں۔ آپ جدوجہد کریں۔ یہ بھی چلّہ ہے۔ چلّہ صرف ایک ہی نہیں ہوتا۔ تبلیغ کا چلّہ بازاروں میں پھرنا بھی ہے۔ تبلیغ کا چلّہ اپنے گھر میں گالیاں کھانا بھی ہے۔ تبلیغ کا چلّہ بیوی سے بحث مباحثہ بھی ہے، تبلیغ کا چلّہ اپنی اولاد سے لڑنا جھگڑنا بھی ہے اور تبلیغ کا چلّہ یہ بھی ہے کہ صحابہ کی خاطر بھی گالیاں کھاؤ۔ تبلیغ کی پھر بہت بڑی عظمت یہ بھی ہے کہ پوری دنیا کی قوموں سے اپنے پیغمبر کی خاطر ٹکرا جاؤ۔ پھر اپنے دین اور قرآن کی خاطر پوری دنیا کو چیلنج کر دو۔ یہ سب تبلیغ کے درجات ہیں۔ کوئی چیز بھی تبلیغ سے خارج نہیں ہے۔

صرف یہی تبلیغ نہیں کہ مسواک کرو تو ستّر ہزار حوریں مل جائیں گی۔ ایک حور بھی نہ ملے۔ ہم اندھے مقلد ہیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے، انہوں نے فرمایا مجھے محبوب ہے۔ ہمیں حور نہ ملے۔ ہم حضور کے ارشاد سے پہلے جنت کی شکل بھی نہ دیکھ سکیں ہمیں پرواہ نہیں۔ ہم سے حضور راضی ہو جائیں ہمیں سب کچھ مل جائے گا۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں ڈرتا ہوں یہ تم پر فرض نہ ہو جائے۔ لیکن میں تمہیں کہتا ہوں کہ مسواک کرو۔ وفات کے وقت میں بھی یوں دیکھا حضرت عائشہ کو۔ کوئی بھی نہیں راز سمجھا۔ علی پاس کھڑے تھے۔ عباس پاس کھڑے تھے۔ حضرت عباس کے فرزند فضل، قثم وغیرہ پاس کھڑے تھے۔ حضرت عائشہ کو یوں دیکھا۔ فرمانے لگیں تم نہیں سمجھے کہ کیا فرماتے ہیں وہ میں سمجھ گئی۔ مسواک لاؤ۔ رازدارِ نبوت نے سمجھا کہ ان آنکھوں کے اشارہ کا کیا مطلب ہے؟ تو حضرت عائشہ نے مسواک لے کر اپنے منہ میں خود چبائی۔ وہ فرماتی ہیں کہ دنیا میں مجھ سے بھی زیادہ کوئی خوش نصیب ہوگا کہ جس کے منہ کا لعاب نبی کے منہ میں گیا ہے؟ دنیا تو نبی کے لعاب کو ترستی ہے میں وہ خوش نصیب ہوں کہ جس کے منہ کا لعاب نبی کے منہ میں گیا ہے اور انہوں نے اسے تھوکا نہیں اسے قبول کیا ہے تو حضرت عائشہ نے خود مسواک چبا کر دی تو حضور چپ ہو گئے صحابہ فرماتے ہیں کہ یہ مزاج شناسیٔ رسول تھی جسے کوئی بھی نہیں سمجھ سکا۔ بس یوں دیکھا کیا اشارہ تھا؟ عائشہ کا دماغ فوراً اس طرف گیا کہ حضور کو مسواک بڑی محبوب ہے۔ وقفہ وقفہ کے بعد منہ میں ڈالا حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دانت موتیوں سے زیادہ چمکیلے تھے۔ کبھی کسی شخص نے تیئیس ۲۳ برس میں دانتوں پر میل نہیں دیکھا میل کا تصور تک نہیں تھا چاہے مسواک کریں چاہے نہ کریں۔ کھاتے کیا تھے؟ اباجی کچھ اور فرماتے تھے۔ فرماتے تھے کہ کھاتے کیا تھے جو میل لگتا؟ چوبیس ۲۴ گھنٹے میں نبی کی خوراک دیکھ لو اور پھر اپنے آپ کو دیکھ لو کہ ہم تو جانوروں کی طرح کیا ٹھونس رہے ہیں۔

اور وہ نبی جو ایک کھجور کا دانہ اور ایک گھونٹ پانی کا پی کر چوبیس ۲۴ گھنٹے اللہ کی یاد میں مصروف ہو اور یہ بھی نہ ہو، میں کہتا ہوں کہ چاہے نبی دونوں وقت دو دو روٹیاں بھی کھاتے ہوں ان کا پورا وجود ہی معجزہ تھا۔ آپ کا وجود گرامی ہی معجزہ کا معجزہ ہے، آپ کے جسم مبارک سے کیسے بو آ سکتی تھی؟ آپ کے پسینہ سے جب گلاب کی خوشبو آتی تھی تو دندانِ مبارک سے بو کیسے آ سکتی تھی؟ پسینہ وہ پانی ہے غلیظ کہ کسی کو لگ جائے تو کہتا ہے یار سارا پسینہ مجھے لگا دیا، میرے کپڑے خراب کر دیئے ابھی نئے پہن

کہ آیا ہوں؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ ایسا ہے کہ انس بن مالک کی اماں حضور کے جسم مبارک کو شیشی لگا کر اس میں پسینہ سارا اکٹھا کرتی تھیں ۔ اُم سلیم ۔ فرمانے لگے "کیا کر رہی ہو؟" کہ یا رسول اللہ! عَرَقُكَ نَجْعَلُهُ طِيْبًا ۔ کہ یا رسول اللہ! یہ آپ کا پسینہ ہے اس کو ہم خوشبو میں استعمال کرتے ہیں ۔ وَهُوَ أَطْيَبُ الطِّيبِ عِنْدَنَا اور ہمارے پاس جتنی بھی خوشبوئیں ہیں، کستوری کی، عنبر کی، زعفران کی، سب سے زیادہ جو اعلیٰ درجہ کی خوشبو ہے آپ کا پسینہ ہے۔ جب ہماری بہو بیٹیوں کی شادیاں ہوتی ہیں تو میں آپ کا پسینہ لگاتی ہوں۔ وہ پوچھتی ہیں کہ یہ کون سی خوشبو ہے؟ تو میں کہتی ہوں کہ یہ میرے نبی کا پسینہ ہے" جس نبی کے پسینہ میں خوشبو ہو ایک تو ہوتی ہے کہانی، عقیدت، یہ واقعہ ہے ۔ اُس کے دندان مبارک سے کیسے بُو آسکتی ہے؟ آپ کے خون میں بھی اللہ نے خوشبو رکھی۔ آپ کے پسینہ میں بھی خوشبو ہے۔ اللہ نے آپ کو سراپا معجزہ بنایا تھا۔

تو بس دعا یہی ہے کہ اس سلسلہ کو اب آپ آگے چلائیں۔ اس کو بھی چلہ کشی میں شامل کریں اور جب تک آپ ایسا نہیں کریں گے، آپ لکھ رکھیں آپ اس سلسلہ میں کبھی کامیاب نہیں ہوں گے ۔ لاکھ آپ کتابیں بیٹھ کر پڑھتے رہیں سیرت معاویہ پر اس سے مسئلہ حل نہیں ہوگا PRACTICALLY علماء جب تک آپ اس کام کو نہیں اٹھائیں گے ۔ دیکھئے تبلیغی جماعت گھروں سے باہر نکلی ۔ "ہندو" کہلوائے ۔ "ہندوؤں کے ایجنٹ" کہلائے ۔ "بہروپیئے" کہلوائے "جاسوس" کہلوائے ۔ مسجدوں سے نکالا گیا، اب تک نکالا جا رہا ہے، گالیاں پڑیں، جوتیاں کھائیں، نتیجہ اس کا کیا ہے کئی لاکھ آدمی مسلمان ہو گئے ہیں تو آپ کو گھر سے مثال دیتا ہوں ۔ باہر نکلیے ، باہر نکلنے کا یہ مطلب نہیں کہ چوک میں کیجئے ۔ گھر میں کیجئے ۔ لیکن یہ اعلان ہو ۔ لوگوں کو پتا ہو آج فلاں گھر میں امیر معاویہ کی سیرت بیان ہو رہی ہے ۔ مطلب یہ ہے بارہ ۱۲ مہینے ہیں سال کے ۔ بارہ ۱۲ چوکے اڑتالیس ۴۸ انگریزی حساب سے یا پینتیس ۳۵ چھتیس ۳۶ چالیس ۴۰ پینتالیس ۴۵ تو بن جائیں گے ہمارے بھی۔ بیالیس ۴۲ پینتالیس ۴۵ ہفتے تو ہمارے بھی بنتے ہیں ۔ ۳۵۱ دنوں کو تقسیم کر دیجئے بارہ مہینوں میں اسلامی حساب سے اور ۳۶۵ دنوں کو تقسیم کر دیجئے انگریزی حساب سے ۔ اڑتالیس ۴۸ ہفتے بنتے ہیں ۔ اڑتالیس ہفتوں میں قضاء نہیں ہونی چاہیئے ۔ ایک ۱ ہفتہ ابوبکر کے لئے ہے ، ایک ۱ ہفتہ عمر کے لئے ہے ۔ ایک ۱ عثمان کے لئے ہے ، ایک ۱ علی کے لئے ہے ۔ ایک حسن حسین کے لئے ، ایک معاویہ کے لئے ، ایک مروان کے لئے ، ایک عمرو بن عاص کے لئے ، ایک شرحبیل بن حسنہ کے لئے ، ایک عبداللہ بن عمرو کے لئے ، ایک عبداللہ بن عمر کے لئے ۔ چل سو چل ، ایک ابو یعلیٰ منبری کے لئے ۔ ایک جعفر بن ابی طالب کے لئے ، ایک ابو موسیٰ اشعری کے لئے ، ایک ابو امامہ باہلی کے لئے ۔ جو شخصیات اسلام کی ہیرو ہیں اُن کے لئے ۔ ایک تاریخ امیر معاویہ کے لئے ۔ ایک اُن کے بھائی یزید بن ابی سفیان کے لئے ، اُن کے ابا ابو سفیان کے لئے ، اُن کی والدہ ہند بنت عتبہ کے لئے ۔ یہ جتنی بھی اہم شخصیات ہیں ۔ اڑتالیس ۴۸ آدمی میں بتاؤں گا اڑتالیس ۴۸ ہفتے آپ بیان کرا دیں ۔ پھر دیکھو کہ سیرت زندہ ہوتی ہے کہ نہیں؟ چھوڑ دیں دوسرے وعظ ، دوسرے وعظ چھوڑ دیں ۔ جو شخص پیٹ کے درد میں خوشبو سونگھاتا ہے مریض کو ، وہ اُس کے قاتلوں میں شامل ہے ، جو شخص پیٹ کے مروڑ لگے ہوئے ہوں اور وہ بھنا ہوا گوشت کھلاتا ہے وہ اس کا قاتل ہے ، اس کی قبل از گرفتاری ضمانت بھی منسوخ ہونی چاہیئے اور بغیر پوچھے اُسے جیل میں بھیج دینا چاہیئے ۔ اس قوم کو بیماری لگ رہی ہے یہودی پروپگنڈے

کی، رافضیت کی وبا، عذاب بنکر سر پر مسلط ہے، تاریخ مسخ ہو رہی ہے، صحابہ کی سیرت کی کتابیں عوام الناس نہیں پڑھتے، کورس میں سے صحابہ کا نام نکالا جا رہا ہے، اس وقت میں بیٹھ کر مکروہ تنزیہی اور تحریمی پر بحث کرنا، نور بشر پر جھگڑے کرنا، یہ اپنے آپ کو موت کے منہ میں دینے کے مترادف ہے اور جو ایسا کرے گا وہ مسلمانوں کا بدترین دشمن ہوگا۔ یہ وقت ہے کہ صحابہ کی سیرت پر پوری جان لڑا دو۔ چھ مہینے کے بعد نتیجہ دیکھ لینا۔ لوگ خود کہیں گے کہ ہم دوسری بات نہیں سنتے ہمیں وہی سناؤ۔ جیسا کہ یہ قوم چلتی ہے مولوی نہیں چلاتا اور جو مولوی چلاتے ہیں قوم اُن کے پیچھے چلتی ہے۔ مولویوں نے کہا کہ اب مرنے کا وقت ہے۔ مر جاؤ تو مر گئے کہ نہیں لوگ؟ اب دیکھ لو ۱۹۷۷ء میں مرے کہ نہیں؟ مولویوں کے کہنے پر مرے۔ جمہوری لیڈر کسی کو کہو نا آج بھی مروا کر دکھاؤ دو آدمی۔ جس جمہوری لیڈر نے کہیں دو چار آدمی مروائے ہیں، قوم آج تک اُن کی پتلون اتارنے کو پھرتی ہے کہ بدمعاش ہمیں مروا کے چلے گئے الیکشن کے لئے اور پھر کبھی نہیں آئے۔ اب کے سسرے ووٹ مانگ کے دیکھنا؟ مولویوں نے کہا کہ مرنا ہے اسلام آرہا ہے۔ مر گئے بچے۔ داڑھی منڈے۔ داڑھی والا تو کوئی قسمت سے مرا ہوگا۔ داڑھی منڈے سب سے پہلے نشانہ بنتے ہیں۔ اب کی مرتبہ بھی زیادہ وہی مرے۔ انہوں نے اسلام کے لئے جان دے دی۔ حیدر آباد کی گلیاں خون سے سرخ ہیں۔ کراچی سارا خون سے لالہ زار ہے لاہور میں نوجوان مرے ہیں۔ کیوں؟ انہوں نے کہا بھئی جس طرح مولویوں نے ہم سے کہا ہمیں تو ان پر اعتبار ہے عملاً مولوی خود بے ایمان نہ ہو جائے، وہ اپنا اعتبار خود نہ گنوا دے؟ ورنہ لڑکوں کا کیا قصور؟ اس کا علاج یہی ہے کہ مولوی خود ثابت قدم ہو اور مولوی کو ثابت کرانے کی صورت یہ ہے کہ آپ اپنے ماحول میں یہ تحریک اتنے زور سے چلائیں کہ مسجدوں کے خطیب مجبور ہو جائیں اس موضوع پر تقریر کرنے کے لئے۔ لوگ خود کہ دیں ______ کہ ہم نہیں سنتے۔ اپنی زبان بند کیجئے یہ الم غلم تفصیلات ہمیں پھر سنانا قیامت کی دسویں کو۔ پہلے یہ بتاؤ کہ حضرت امیر معاویہ کون تھے؟ اُن کی سیرت کیا ہے؟ مطالبات شروع ہو جائیں۔ بالکل۔ جب تک یہ مطالبات نہیں آئیں گے جب تک یہ حالات آپ پیدا نہیں کر دیں گے۔ آپ کی گاڑی قیامت تک نہیں چلے گی۔ چاہے آپ کروڑ جماعتیں بنا لیں کبھی بھی آپ سیرت معاویہ یا سیرت صحابہ میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔

وَآخِرُ دَعْوٰنَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى أَصْحَابِهٖ أَزْوَاجِهٖ وَأَوْلَادِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ وَأَتْبَاعِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ أَجْمَعِيْنَ۔ ایک دفعہ سورۂ فاتحہ پڑھیں تین دفعہ [قل] شریف پڑھیں اور آخر میں ایک دفعہ درود شریف پڑھیں اور جو قرآن پاک یہاں تلاوت کیا گیا ہے یہ نیت کریں کہ یا اللہ! [اس] قرآن کے پڑھنے کا ثواب امیر معاویہ کو، اُن کے بھائی یزید بن ابی سفیان کو، اُن کے والد ابی سفیان کو، اُن کی والدہ ہندہ کو، [ان] کی بی بی مَیْسُوْن بِنتِ بَحْدَل کو اور اُن کی آل اولاد کو سب کو یا اللہ قرآن کے پڑھنے کا ثواب عطا فرما۔ آمین ثم آمین، ثم آمین۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔!

"مکتبۂ معاویہ" ــــ "ملتان"

کی چند دینی اور علمی و اُدبی مطبوعات

"ختمِ نبوۃ"

"امتِ محمدیہ" ــ "مرزائیۃ" ــ اور ــ "پاکستان" ــــ "اِسلامی آئین اور نظام" کی دوسری سب سے بڑی الہامی اور دستوری و قانونی "بنیاد" ــ یعنی ــ "ختمِ نبوۃ" اور اُس کے اعتقادی لوازم و متعلقات اور "شرعی مقتضیات و نتائج" ــ جیسے اہم ترین اور "محبوب و مقدس" ــ موضوع پر "خیرُ المدارس" ــ ملتان کے چوتھے سالانہ اجلاس ــ منعقدہ ــ ۱، ۲، ۳، رجب المرجب ۱۳۷۰ھ مطابق ــ ۷، ۸، ۹، اپریل: ۱۹۵۱ء، بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار کی آخری نشست میں ــ حضرۃ امیرِ شریعۃ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک نایاب اور ربع [۱/۴] صدی تک غیر مطبوعہ رہنے والا یادگار "خطاب" جس کے ۱۳۹۹ھ، ۱۹۷۸ء سے لیکر اب تک دو ایڈیشن کافی تعداد میں انتہائی مقبول ہو کر ختم ہو چکے ہیں اور اب اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و کرم کے سہارے اسکی تیسری اشاعۃ نئی تقطیع پر بہ کتابۃ کے ساتھ قارئین کی خدمۃ میں پیش کی جا رہی ہے۔ ہدیہ فی نسخہ: تین روپے۔ [۳/-] ــ !

"تکمیلِ دین"!

"ختمِ نبوۃ" "امتِ محمدیہ" ــ "مرزائیۃ" اور "پاکستان" کے عنوان سے "دارالعلوم حقانیہ" ــ اکوڑہ خٹک، ضلع پشاور کے سالانہ اجلاسِ دستار بندی ــ منعقدہ ۱۴، ۱۵، ۱۶، شعبانُ المعظم: ۱۳۷۱ھ ــ مطابق ۹، ۱۰، ۱۱، مئی: ۱۹۵۲ء بروز جمعہ ہفتہ، اتوار کی آخری شبینہ نشست میں "حضرۃ امیرِ شریعۃ" رحمۃ اللہ علیہ کا مذکورُ الصدر اہم ترین دینی، قومی اور ملکی و بینَ الاقوامی موضوع پر زیرِ نظر خطاب ملتان سے زائد مفصّل و مدلّل اور باحوالہ ــ یادگار "خطاب" تیسری اشاعۃ پیشِ خدمۃ ہے۔ ہدیہ فی نسخہ: پانچ روپے [۵/-]

"برق و باراں"

جانشینِ امیرِ شریعۃ، سیّد ابومعاویہ ابوذر بخاری کی ایمانی فراستہ و بصیرۃ کی روشنی میں حرف بہ حرف پوری ہونیوالی دینی اور سیاسی پیشگوئیوں کا مجموعہ یعنی "یادگارِ شہدائے ختمِ نبوۃ اَحرار کانفرنس چنیوٹ" منعقدہ: ۷، ۸، صفر المظفر ۱۳۹۲ھ مطابق ۲۳، ۲۴، مارچ ۱۹۷۲ء بروز جمعہ ہفتہ کے تاریخی جلوس کے دوران ایک اہم، موثّر، جذبات انگیز اور فکر و بصیرۃ افروز "انقلابی خطاب" تیسری اشاعۃ پیشِ خدمۃ ہے۔

ہدیہ فی نسخہ ڈیڑھ روپیہ [۱/۵۰] !

"تقویمُ الاحرار"!

نمازِ پنجگانہ، نوافل اور روزہ کے اوقات معلوم کرنے کیلئے خیرُ العلماء، اُستاذُ الاساتذہ، فقیہُ العصر حضرۃ مولانا "خیر محمد" جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کے حدیثی و فقہی ذوق اور علمی و فنی حذاقۃ و مہارۃ کا بہترین نمونہ، حسابی جدول میں جانشینِ امیرِ شریعۃ سیّد ابومعاویہ ابوذر بخاری کی طرف سے "چاشتِ کلاں"، "مقدارِ یومِ شرعی" اور "مقدارِ یومِ شمسی" کے تین کالموں کا مفید ترین اضافہ بھی شامل ہے، یہ تقویم ملتان شہر کو مرکز قرار دیکر اُسکے لئے براہِ راست مرتّب کیگئی ہے اور ملک کے دوسرے صوبہ جات اور اضلاع کیلئے اوقات کے اندر جو فرق پیدا ہوتا ہے اُسے منٹوں کی کمی بیشی کی صورۃ میں ظاہر کر کے ــ بالواسطہ تمام ملک کیلئے کارآمد بنا دیا گیا ہے، اس لحاظ سے یہ تقویم بیک وقت مقامی اور ملکی سطح پر عمر بھر کیلئے مستند دائمی جنتری ہے، انفرادی طور پر ہر مسلم و مومن کیلئے اور اجتماعی طور پر مساجد و مدارس میں ضبطِ اوقات کی خاطر انتہائی ضروری و ناگزیر نیز مفید ترین علمی و حسابی اور دینی تحفہ ہے: طبعِ اوّل، ہدیہ فی نسخہ ۲/- دو روپے [۲/-]

ناظم: "مکتبۂ معاویہ" ○ ۲۳۲، کوٹ تغلق شاہ ○ ملتان!